احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اپریل 2017ء

سفرِ معراج، طورِ سینا اور حقیقتِ مصطفیٰ ﷺ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

اُمتِ مُسلمہ کی زبوں حالی کا تدارک

ملک کو درپیش سنگین مسائل اور حکومتی ایوانوں کا رویہ

مُسلمانی کیا ھے اور مُسلمان کون؟

ذیلی تنظیمی دورہ جات

ضرورت واہمیت

خصوصی تحریر

سوشل میڈیا پر اہانت آمیز مواد، ذمہ دار ادارے بے خبر کیوں؟

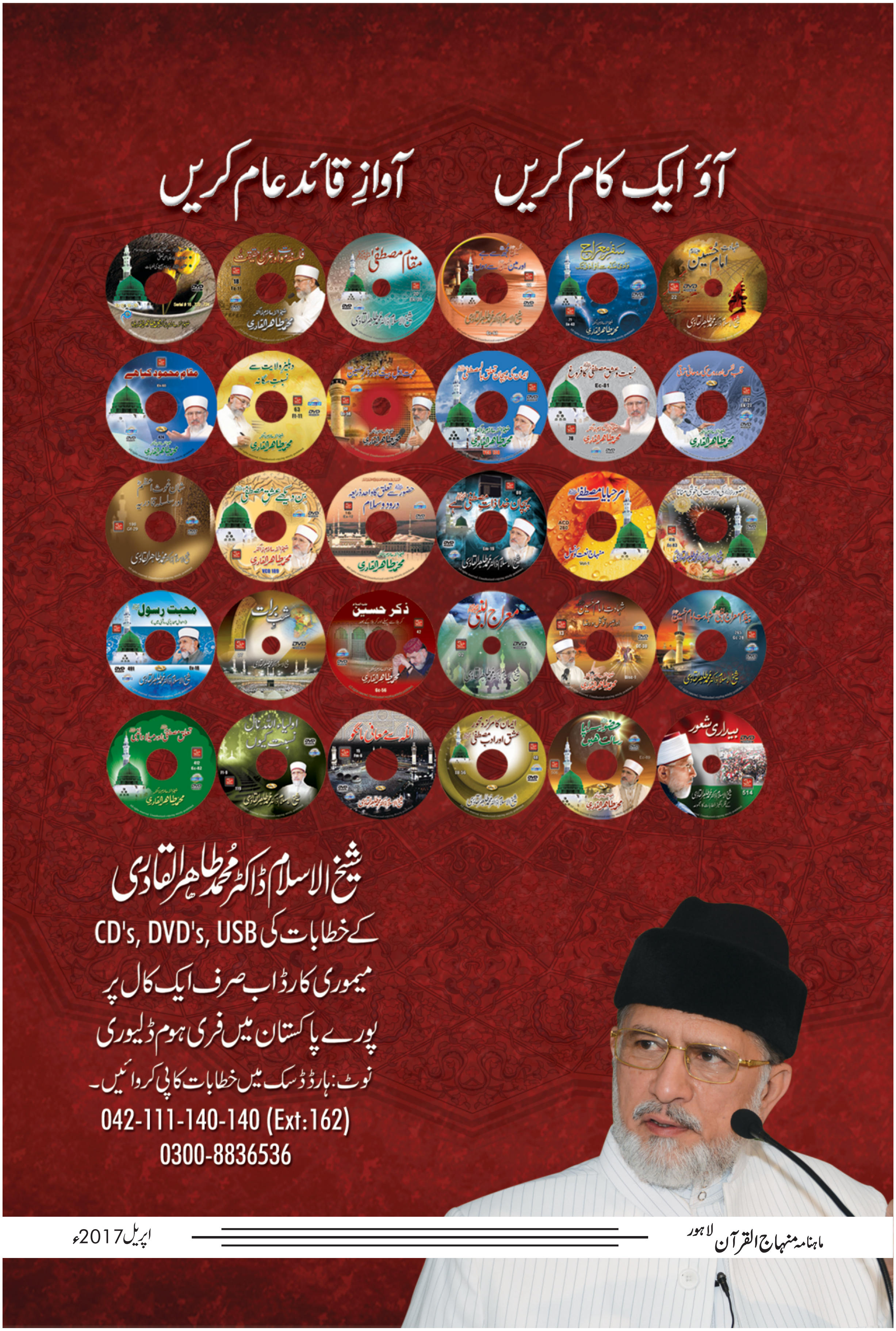

آؤ ایک کام کریں
آوازِ قائد عام کریں
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری
کے خطابات کی CD's, DVD's, USB
میموری کارڈ اب صرف ایک کال پر
پورے پاکستان میں فری ہوم ڈلیوری
نوٹ: ہارڈ ڈسک میں خطابات کاپی کروائیں۔
042-111-140-140 (Ext:162)
0300-8836536

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز
زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ
زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد 4 / شمارہ / رجب ۱۴۳۸ھ / اپریل 2017ء

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی
ایڈیٹر محمد یوسف
ڈپٹی ایڈیٹر طالب حسین سواگی

حسن ترتیب

اداریہ۔ سوشل میڈیا پر اہانت آمیز مواد، ذمہ دار ادارے بے خبر کیوں؟		3
(القرآن) ۔ سفر معراج، طور سینا اور حقیقتِ مصطفیٰ ﷺ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
(الفقہ) ۔ آپ کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی کا تدارک	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	16
ذیلی تنظیمات کے دورہ جات اور معائنہ کی اہمیت اور ضرورت	صاحبزادہ فیض الرحمن درانی	22
گھریلو ملازمین پر تشدد۔ ایک معاشرتی المیہ	محمد احمد طاہر	26
ملک کو درپیش سنگین مسائل اور حکومتی ایوانوں کا رویہ	نوراللہ صدیقی	29
مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون؟	احسان حسن ساحر	33
تحریکی سرگرمیاں		38

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، خرم نواز گنڈاپور
احمد نواز انجم، جی ایم ملک، تنویر احمد خان
سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد ندیم چودھری

قلمی معاونین
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی
پروفیسر محمد الیاس اعظمی، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی
علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری عکاسی قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

احد کو شوقِ لقائے احمد، خَلَق بھی دیکھے مقامِ حامد

یہ کون سوئے عرش چلے ہیں کہ قدسی خوشیاں منا رہے ہیں
ہوا دوبالا جمالِ سدرہ، بہشت کو وجد آ رہے ہیں

تھا حکم جبریل کو ذرا جا، قدومِ احمد کا لینا بوسہ
سلام کہنا، پیام دینا کہ حق تعالیٰ بلا رہے ہیں

احد کو شوقِ لقائے احمد، خَلَق بھی دیکھے مقامِ حامد
کہ وقت کو آج کرکے جامد، وہ جاں زمانے کی جا رہے ہیں

بارات معراج کی چلی ہے، سواری بُرّاق کی بنی ہے
لگام جبریل کو ملی ہے، زمیں، فلک جگمگا رہے ہیں

یوں رازِ تلک الرسل کھلے ہیں کہ تمام اقصیٰ میں آ گئے ہیں
نبی رُسل صف بہ صف کھڑے ہیں، امام تشریف لا رہے ہیں

فلک فلک پہ ہے خیر مقدم، کہیں براھیم و نوح و آدم
سلام کی ہے صدا دما دم، ترانے بجتے ہی جا رہے ہیں

فرشتے سارے درود پڑھتے، ہیں حورو غلماں بھی رقص کرتے
نصیب جاگے ہیں قدسیوں کے کہ قاسمِ نور آ رہے ہیں

مقامِ سدرہ، سواری آئی، تو ٹھہرے جبریل، دی دہائی
یہاں سے آگے نہیں رسائی، میرے تو پر جلتے جا رہے ہیں

یہاں دکھائی وہ شانِ نوری، جو اُن جہانوں میں تھی ضروری
مٹا کے سب لامکاں کی دوری، درِ عرش کھٹکھٹا رہے ہیں

صدائے صلِّ وسلم آئی، حضور نے یوں تدلّٰی پائی
نہ قاب قوسین حد بنائی، وہ قرب او ادنــــــــــــیٰ پا رہے ہیں

ہوئی توجہ جو اِتحادی، تو شان جمع الجمع عطا کی
صفاتِ ربی بر ذاتِ عبدی، رنگوں پہ رنگ چڑھتے جا رہے ہیں

کرم ہے امت پہ یہ نبی کا، دیا ہے معراج سے بھی حصہ
رضاؔ غلاموں کو عرشی جلوے، نمازوں میں وہ دِکھا رہے ہیں

(نعیم رضاؔ)

اداریہ

کامل ایمان کا انحصار تاجدار کائنات ﷺ کی تعظیم و تکریم پر ہے

سوشل میڈیا پر اہانت آمیز مواد، ذمہ دار ادارے بے خبر کیوں؟

حدیث مبارکہ ہے کہ ”کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں“ اقامت و احیائے دین کا دارومدار ایمان پر اور پھر کامل ایمان کا انحصار حضور تاجدار کائنات ﷺ کے عشق و محبت اور انتہا درجہ کی تعظیم و تکریم پر ہے۔ کچھ عرصہ سے دشمنان اسلام و دشمنان پاکستان ہماری مقدس ہستیوں کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے مسلسل اذیت میں مبتلا رکھے ہوئے ہیں۔ پاکستان کی اساس اور اسکی جغرافیائی سرحدوں پر حملوں کے بعد اسلامیان پاکستان کے ایمان اور عقیدے پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔آج کل سوشل میڈیا پر ایسے پیجز چلائے جارہے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں شدید گستاخی کی جارہی ہے۔ اس معاملہ نے اس وقت شدت اختیار کی جب اسلام آباد ہائیکورٹ کی طرف سے اس کا نوٹس لیا گیا مگر حکومت اور اس کے ذیلی ادارے اس نوٹس لیے جانے تک سارے معاملہ سے لاتعلق اور بے خبر رہے۔ سوشل میڈیا پر شان اقدس ﷺ میں ہرزہ سرائی اور حکومت وقت اور اس کے ذیلی اداروں کا بروقت حرکت میں نہ آنا اور کارروائی کا نہ ہونا قابل مذمت اور قابل گرفت ہے۔

حکومت اور اس کے ذیلی اداروں کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اس توہین آمیز مواد کی روک تھام کے لیے متحرک ہوتے اور ذمہ داروں کو کڑی سے کڑی سزا دی جاتی مگر افسوس ایسا نہ ہو سکا۔جب مجاز ادارے بروقت ایکشن نہیں لیتے تو پھر عوامی حلقوں میں اشتعال جنم لیتا ہے اور یہی اشتعال قانون کو ہاتھ میں لیے جانے کا سبب بنتا ہے، شان اقدسؐ میں گستاخی کوئی ایسا عمل نہیں کہ جس پر روایتی احتجاج کے بعد خاموشی اختیار کر لی جائے، یہ ہر مسلمان کے ایمان اور عقیدے کا معاملہ ہے، حیرت ہے حکمران اور ذمہ دار اداروں نے اس سنگین معاملہ پر سنجیدگی نہیں دکھائی اور در پردہ ملکی امن کو تہہ و بالا کرنے پر مُصر رہے۔ یہ امر بھی تشویشناک ہے کہ سوشل میڈیا پر سالہا سال منفی اور قابل اعتراض سرگرمیاں جاری رہتی ہیں جن سے معاشرے میں نفرت پنپ رہی ہے ،ایسے گروہ متحرک ہیں جو مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے نفرت اور تشدد کو ہوا دے رہے ہیں۔عوامی، سیاسی، سماجی، مذہبی حلقے عرصہ دراز سے نشاندہی کرتے چلے آرہے ہیں کہ ان شر پسند عناصر کا راستہ اور ان کی سائبر دہشت گردی کو ختم کیا جائے مگر ذمہ دار اداروں نے اس پر کان نہیں دھرے اور نتیجہ توہین آمیز پیجز پر کھلی فکری دہشتگردی کی صورت میں سامنے آیا۔

المیہ یہ ہے کہ حکومت وقت بذات خود کرپشن، بدعنوانی اور بیڈ گورننس جیسے مسائل میں گھری ہے اس میں اتنی انتظامی جرأت اور سکت ہی نہیں کہ وہ نازک ایشوز پر اپنا فیصلہ کن انتظامی کردار ادا کر سکے،حکومت نے اپنی بیڈ گورننس

اور کرپشن کے خلاف سوشل میڈیا پر ہونے والے تبصروں کا راستہ بند کرنے کیلئے تو سائبر کرائم بل منظور کیے مگر مقدس ہستیوں کے خلاف توہین آمیز مواد کا راستہ بند کرنے کیلئے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ بادل نخواستہ جب حکومت کو کسی اہم ایشو پر قانون سازی کرنی پڑ جائے تو وہ قانونی ڈرافٹ میں ایسے نکات شامل کر دیتی ہے جن سے اسے بلواسطہ یا بلاواسطہ سیاسی فوائد اٹھانے اور سیاسی مخالفین سے نمٹنے کی سہولت مل جائے، اسی حکومتی رویے کے باعث بل متنازعہ بن جاتا ہے جیسے حکومت نے سائبر کرائم بل میں ایسے نکات شامل کیے جو میڈیا کی آزادی اور آزادی اظہار سے متصادم تھے اور بحث وتمحیص معیاری بل بنانے کی بجائے آزادی اظہار کے تحفظ تک محدود ہو گئی۔

سوشل میڈیا پر توہین آمیز اور نفرت انگیز مواد کی روک تھام کے لیے حکومت نے کوئی پالیسی اور سٹریٹجی وضع نہیں کی، سائبر کرائم بل بھی ایک ناقص اور اصلاح طلب ہے ۔ایسی حکمت عملی طے کرنے کی ضرورت ہے جس کے تحت توہین آمیز مواد کی فلٹریشن ہو سکے اور ایسے شر پسند عناصر کا راستہ روکا جا سکے۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی اقدار، قومی تشخص، ملکی سکیورٹی اور دفاع کے خلاف مواد کا سدباب کرے ۔لیکن زمینی حقائق نشاندہی کررہے ہیں کہ جب سے سائبر کرائم بل بنا ہے اس کے بعد سائبر دہشتگردی میں اضافہ ہو چکا ہے۔ 5 کروڑ روپے تک جرمانہ اور 14 سال کی سزا کا بھی کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا، یہاں قومی ایکشن پلان کا ذکر بھی ضروری ہے، قومی ایکشن پلان میں بھی یہ بات شامل تھی کہ نفرت انگیز اور فرقہ واریت کو ہوا دینے والے مواد اور کتب کوتلف کیا جائے گا مگر قومی ایکشن پلان کے ساتھ کیا ہوا؟ اس کی روداد جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کمیشن کی رپورٹ میں دیکھی جا سکتی ہے، اس رپورٹ میں قومی ایکشن پلان جو درحقیقت وطن عزیز کو دہشتگردی سے پاک کرنے کا پلان ہے کو ناکام بنانے کی ذمہ داری وزارت داخلہ پر ڈالی گئی مگر تاحال اس رپورٹ کی روشنی میں حکومت نے کوئی کارروائی نہیں کی، یہی وہ غیر سنجیدہ اور مجرمانہ غفلت پر مبنی رویے ہیں جو سانحات کو جنم دیتے ہیں۔

سوشل میڈیا رائے عامہ پر اثر انداز ہونے والا ایک طاقتور میڈیم بن چکا ہے اسے بند تو نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے مضر اثرات سے محفوظ ضرور رہا جا سکتا ہے ،ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ایسے فول پروف اقدامات کرے کہ کوئی سائبر دہشتگردی نہ کر سکے اور کروڑوں اسلامیان پاکستان اور ملت اسلامیہ کے مذہبی جذبات کو مجروح نہ کر سکے یہ کام محض بیانات داغنے سے نہیں ہوگا بلکہ اس کیلئے آئی ٹی ماہرین اکٹھے کیے جائیں جو توہین آمیز مواد اور پیجز کی روک تھام اور آئندہ کے لیے مواد کی پوسٹنگ روکنے کے لیے سافٹ ویئر تیار کریں اور کچھ ایسے سکیورٹی چیک لگائے جائیں تاکہ آئندہ کیلئے کوئی شر پسند اور اسلام و پاکستان کا دشمن دوبارہ ایسی مکروہ حرکت نہ کر سکے۔

نوراللہ صدیقی

القرآن

سفرِ معراج، طورِ سینا اور حقیقتِ مصطفیٰ ﷺ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی علمی و فکری خطاب☆

مرتّب: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد خلیق عامر

معراج کی رات آقا ﷺ کی حیات طیبہ میں سب سے بڑی مسرت وفرحت کی رات ہے۔ اس لئے کہ ۶۳ برس کی زندگی میں اس رات سے بڑھ کر کوئی ایسی رات حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں نہیں آئی ہوگی جس میں آپ سب سے بڑھ کر خوش ہوئے ہوں گے۔ مسرت و فرحت کے اس کمال و انتہا پر ہونے کا سبب کوئی معمولی نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اِس رات بلا حجاب اپنے محبوبِ حقیقی کا دیدار کیا۔ جس رات اللہ رب العزت کا بے حجابانہ دیدار اور اس کی نوازشات و انعامات کی انتہا ہوئے، اُس سے بڑھ کر بھلا کون سی رات یا لمحہ حضور ﷺ کے لئے بے انتہاء خوشی ومسرت کا باعث ہوسکتا ہے۔

ایک مومن کی غرض آقا ﷺ کی خوشی اور مسرت و فرحت سے ہے۔ لہذا ہماری خوشیوں کی معراج بھی معراج النبی ﷺ کی رات ہے کہ عاشق لوگ ثواب کی کثرت کونہیں دیکھتے بلکہ محبوب کی مسرت وفرحت کو دیکھتے ہیں۔ زاہدوں اور عابدوں کا کام ثواب کوطلب کرنا ہے اور عاشقوں کا کام محبوب کی خوشیوں کو تکنا ہے۔

حضور ﷺ کی شخصیتِ مقدسہ کے تین گوشے ہیں:

۱۔ بشریت ۲۔نورانیت ۳۔حقیقت

۱۔ آپ ﷺ کی بشریت وجسمانیت اور ناسوتی وجود کا ظہور ہمارے لیے کیا گیا۔ اس لئے کہ بشر کسی بشری پیکر سے ہی ہدایت، رہنمائی اور اسوہ لے سکتا ہے، کیونکہ فیض دینے والے اور فیض لینے والے میں ایک مناسبت کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا ہم سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے آقا ﷺ کو بطور سیدالبشر ظاہر کیا گیا تا کہ ہمارے ساتھ مناسبت قائم ہو اور ہم اس بشریت کے رشتے سے اُس منبعِ نور سے فیض لے سکیں۔

۲۔ اسی طرح آقا ﷺ صرف عالم بشریت کے نبی نہیں ہیں اور نہ ہی نبوت ورسالت کا فیض صرف بشر کے لیے ہے بلکہ آپ ﷺ جن اور ملائکہ کے بھی نبی ہیں۔ ملائکہ اور عالم انوار کی بھی ضرورت تھی کہ وہ بھی حضور ﷺ سے فیض لیں۔ اگر آقا ﷺ کے وجود اقدس کو محض پیکر بشری بنایا ہوتا اور اس کے علاوہ آپ کی شخصیت میں اور کوئی گوشہ موجود نہ ہوتا تو حضور ﷺ کی نبوت ورسالت صرف عالمِ بشریت کے لیے محدود رہ جاتی اور حضور ﷺ کا فیض بھی صرف انسانوں تک محدود رہ جاتا۔ اس صورت میں نہ جن فیض لے سکتے، نہ ملائکہ فیض لے سکتے اور نہ عالم انوار فیض پا سکتا۔

ملائکہ تو بشرنہیں ہیں، وہ تو سراپا نور ہیں۔ جس طرح ہمیں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے فیض درکار ہے، اسی طرح ملائکہ کو بھی فیضِ مصطفیٰ ﷺ درکار ہے۔ سو ان کے لیے شخصیت کی دوسری جہت بنائی اور وہ ہے نورانیت اور روحانیت۔

☆ (خطاب نمبر: 53 – En، مورخہ: 20 اگست 2006ء)

یعنی ان کے لیے حضور ﷺ کی شخصیت کے نورانی گوشہ کو اجاگر کیا۔ پس حضور ﷺ سید الانوار بھی ہوئے اور سید البشر بھی ہوئے، یعنی آپ ﷺ نور و بشر دونوں کے سردار ہیں۔

۳۔ حضور ﷺ کی شخصیت کا ایک گوشہ بشری، ناسوتی، جسمانی ہے اور دوسرا گوشہ ملکوتی و نورانی ہے۔ یہ دونوں گوشے عالم خلق (مخلوق) کے لئے ہیں۔ حضور ﷺ کی شخصیت کا تیسرا گوشہ مظہریت اور حقیقت ہے۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ نہ بشریت آپ ﷺ کی حقیقت ہے اور نہ نورانیت آپ ﷺ کی حقیقت ہے بلکہ بشریت ہمارے لیے ہے اور نورانیت ملائکہ اور عالم انوار کے لیے ہے۔ سوال یہ ہے کہ خود حضور ﷺ کے لیے کون سا گوشہ ہے۔ یاد رکھیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اپنے لیے جو گوشہ ہے وہ ''حقیقت و مظہریت'' ہے۔ اس لیے کہ نہ بشر فیوضاتِ الٰہی کو براہ راست پا سکتا ہے اور نہ ملائکہ اور نور براہ راست فیوضاتِ الٰہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر نور، فیوضات الٰہی پاسکتا تو جبرائیل امین سدرۃ المنتہیٰ پر نہ رک جاتے بلکہ وہ بھی ساتھ آگے تک چلتے۔ ان کا آگے نہ جانا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ محض نور بھی فیوضاتِ الٰہیہ کو براہِ راست حاصل نہیں کرسکتا۔ آگے تنہا آقا ﷺ کے جانے کا ذکر ملتا ہے۔

آپ ﷺ کی شخصیت کا گوشہ حقیقت و مظہریت اس لئے ہے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ سے وصول اور حاصل کرنے کے لیے ایک ایسا گوشہ چاہیے تھا، جس کی کوئی مناسبت بارگاہِ الوہیت کے ساتھ ہو۔ حضور ﷺ کی ذات میں الوہیت نہ ہو، مگر الوہیت کے ساتھ ایک مناسبت ہو اور اس مناسبت کی وجہ سے اُدھر (اللہ) سے وصول کریں اور اِدھر (مخلوق میں) تقسیم کریں۔ پس اللہ رب العزت سے انوار و فیوضات وصول کرنے والا شخصیت مصطفیٰ ﷺ کا گوشہ حقیقت و مظہریتِ مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔

سفرِ معراج کے مراحل

حضور ﷺ کی معراج کامل معراج تب بنتی ہے جب آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور شخصیت کے مذکورہ تمام گوشوں کی بھی معراج ہو۔ لہذا اللہ رب العزت نے معراج کی رات حضور ﷺ کی شخصیت کے تینوں گوشوں کو معراج عطا فرمانے کے لئے اس سفر کے بھی تین مرحلے مقرر فرمائے:

۱۔ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک

۲۔ مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک

۳۔ سدرۃ المنتہیٰ سے لامکاں تک

اکثر علماء اس سفر کے پہلے حصے ''مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ'' کو ''اسریٰ'' کہتے ہیں اور مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کے حصۂ سفر کو ''معراج'' کہتے ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سدرۃ المنتہیٰ سے **قاب قوسین او ادنیٰ** تک کے تیسرے حصے کا نام ''اعراج'' ہے اور یہ حقیقتِ مصطفیٰ ﷺ کا سفر ہے۔

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کی تفصیلات اکثر ہم سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں اور اس سفر کو اللہ رب العزت نے سورۃ بنی اسرائیل کی ابتداء میں **سبحن الذی اسریٰ بعبدہ** کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا۔ احادیث مبارکہ سے اس حصہ کی تفصیلات ملتی ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ سفر کیسے طے کیا۔۔۔؟ راستے میں کہاں کہاں پڑاؤ کیا۔۔۔ اس سفر کے دوران کیا کیا واقعات پیش آئے اور مسجد اقصیٰ میں انبیاء کی امامت کس طرح فرمائی۔۔۔؟ (تفصیلی مطالعہ کے لئے ماہنامہ منہاج القرآن جون 2011ء کا شمارہ اور شیخ الاسلام کی تصنیف ''فلسفۂ معراج النبی ﷺ'' ملاحظہ فرمائیں۔)

زیرِ نظر صفحات پر ہم سفرِ معراج کے دوسرے مرحلہ

یعنی مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہٰی تک کے سفر کا قرآن حکیم کی آیاتِ مبارکہ کی روشنی میں مطالعہ کریں گے۔

مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہٰی تک کا سفر

جس طرح مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کے سفر کی ایک داستان، ایک راستہ اور مختلف واقعات ہیں، اسی طرح اس سفر کے دوسرے مرحلہ مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہٰی تک کے سفر کا بھی ایک روٹ اور راستہ ہے۔ مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہٰی تک کے سفر کے دوران سبع سماوات، البیت المعمور اور دیگر عجائبات کا مشاہدہ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہوئے سدرۃ المنتہٰی تک پہنچے۔ انہی مشاہدات کے متعلق اللہ رب العزت نے ارشادفرمایا:

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰیo

بے شک انہوں نے (معراج کی شب) اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (النجم، ۵۳: ۱۸)

ربط بین الآیات والسّور

قرآن مجید میں تین جگہ واقعہ معراج کا ذکر ملتا ہے۔ واقعہ معراج کے پہلے مرحلہ کا بیان سورۃ بنی اسرائیل میں سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ سورۃ الطّور میں اس سفر کے دوسرے مرحلہ ''مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہٰی'' تک کا بیان ہے اور واقعہ معراج کا مفصل ذکر سورۃ النجم میں آیا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں مذکور واقعہ معراج اور اس کے معاً بعد آنے والی آیتِ مبارکہ کے درمیان ایک معنوی ربط ہے، اسی طرح سورۃ الطّور اور سورۃ النجم کے مابین بھی ابتداء اور انتہا دونوں اعتبار سے ایک ربط ہے۔ ایک قاعدہ یاد رکھیں، میں ہمیشہ اس پر غور کرتا ہوں اور کبھی اس عمل کو ترک نہیں کرتا اور وہ یہ کہ قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کے مابین ایک معنوی ربط بھی پایا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی ترتیب نزولی کچھ اور ہے اور ترتیبِ کتابی کچھ اور ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیات اور سورتیں تو حالات کے مطابق اترتی رہیں۔ بعد ازاں حضور ﷺ کو ایک نئی ترتیب (توقیفی) اللہ رب العزت نے وحی کے ذریعے بتائی اور آقا علیہ السلام نے اس ترتیب کے مطابق قرآن کو مرتب کیا۔ کیا یہ ترتیبِ توقیفی بلا مقصد ہے یا اس میں بھی کوئی حکمت اور معنوی ربط کا لحاظ رکھا گیا ہے؟

اللہ رب العزت کا کوئی بھی حکم یا امر بلا مقصد نہیں۔ قرآن کی آیات اور سور کے مابین ایک معنوی ربط بھی موجود ہے۔ یہی معنوی ربط ہمیں واقعہ معراج کے ضمن میں بیان کردہ آیات اور سورتوں کے مابین بھی نظر آتا ہے۔ آئیے اس معنوی ربط پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

معراج پر جانے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل میں کیا۔ ارشادفرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ...انه هوالسميع البصير.

اس آیت کے معاً بعد موسیٰ علیہ السلام کا بیان ہے۔ فرمایا:

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ.

(بني إسرائيل، ۱۷: ۲)

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب (تورات) عطا کی۔

یہ دونوں آیتیں سورۃ بنی اسرائیل میں متصل ہیں۔ قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے کسی اور سورت میں معراج کا ذکر نہیں کیا بلکہ بنی اسرائیل کو چنا حالانکہ بنی اسرائیل سے تو براہ راست معراج مصطفیٰ ﷺ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جب معراج ہوئی تو اس وقت تو بنی اسرائیل یعنی یہود سے میل ملاقات اور رابطہ بھی شروع نہیں ہوا تھا۔ ان سے واسطہ و رابطہ تو مدینہ ہجرت کے بعد شروع ہوا۔ یہود مکہ میں نہ تھے بلکہ مدینہ میں تھے۔ بنی اسرائیل سے واسطہ مدینہ میں ہوا جبکہ معراج مکہ میں ہوئی، جہاں بنی اسرائیل رہتے نہ تھے۔ اس کے باوجود سورۃ بنی اسرائیل میں معراج کی آیت آئی، کیوں؟ اس کو لانے کا مقصد کیا ہے؟

وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کو ایک معراج ہو چکا تھا، اُس معراج موسیٰ علیہ السلام کو اِس معراج مصطفیٰ ﷺ کے ذکر سے جوڑا گیا اور ''طور'' کو ''قاب قوسین'' سے جوڑا گیا۔ اس لیے سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ. فرما کر فوراً فرمایا: وَاِذۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ. اور جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب عطا کی۔

معراجِ موسیٰ اور معراجِ مصطفیٰ ﷺ میں فرق

اس موقع پر معراجِ موسیٰ علیہ السلام اور معراجِ مصطفیٰ ﷺ کے مابین فرق کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ آیئے ان کو جانتے ہیں:

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تورات مقامِ طور پر عطا کی، جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے بلاواسطہ گفتگو بھی فرمائی اور یہ گفتگو جبرائیل امین علیہ السلام کے واسطہ کے بغیر براہِ راست ہوئی۔ عمر بھر موسیٰ علیہ السلام پر جو وحی ہوتی رہی، وہ بذریعہ جبرائیل امین ہوتی رہی لیکن جب حضرت موسیٰ طور پر پہنچے تو واسطۂ جبرائیل کو درمیان سے ہٹا دیا گیا اور وہاں براہِ راست کلام فرمایا اور تورات عطا کی۔

معراجِ موسیٰ علیہ السلام اور معراجِ مصطفیٰ ﷺ میں پہلا فرق یہ ہے کہ معراجِ موسیٰ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جبرائیل امین کے واسطے کے بغیر براہِ راست کلام کیا مگر یہ براہِ راست کلام اور بلا واسطہ وحی حجاب اور پردے کے پیچھے سے کی جبکہ معراجِ مصطفیٰ ﷺ کے وقت اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ سے نہ صرف براہِ راست کلام کیا بلکہ بلا حجاب اپنا دیدار بھی مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمایا۔

۲۔ موسیٰ علیہ السلام نے چالیس راتیں ''طور'' پر گزاریں۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج تھی اور اس معراج کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو خود ''طور'' پر جانا پڑا۔ ارشاد فرمایا:

وَلَمَّا جَآءَ مُوۡسٰی لِمِیۡقَاتِنَا. (الأعراف، ۷: ۱۴۳)

''اور جب موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے (مقرر کردہ) وقت پر حاضر ہوا''۔

ہم نے ملاقات کی وقت اور جگہ مقرر کر دی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام مقرر کی ہوئی جگہ پر اور مقرر کیے ہوئے وقت پر خود آ گئے۔ جب معراجِ موسیٰ کی باری آئی تو موسیٰ علیہ السلام کو بلایا اور موسیٰ آ گئے لیکن جب معراج مصطفیٰ ﷺ کی باری آئی تو فرمایا:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ. (بنی اسرائیل: ۱)

مصطفیٰ ﷺ آئے نہیں، میں خود لے کر گیا ہوں۔

۳۔ اسی طرح طور پر موسیٰ علیہ السلام نے طلبِ دیدار کیا۔ جواب لَنۡ تَرٰىنِیۡ ملا اور معراج مصطفیٰ ﷺ کی ساری رات حضور ﷺ نے دیدار طلب نہیں کیا بلکہ رب کائنات نے اپنا دیدار کروانے کے لئے خود نقاب و حجابات اٹھا دیئے۔ اس لیے کہ جب کوئی اپنے لیے طلب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رَبِّ اَرِنِیۡۤ تو اس کا مطلب ہے کہ اسے ابھی فنائیت تام نہیں ہوئی، اپنے لیے طلب کر رہا ہے۔ مانگنے کا مطلب ہے کہ ابھی اسے ہوش ہے کہ ''میں'' ''میں'' ہوں اور ''وہ'' ''وہ'' ہے، اسی لیے کہتا ہے کہ ''اے رب! مجھے تو اپنا آپ دکھا''۔ اور جب کوئی یہ سوال نہیں کرتا تو اس کا مطلب ہے کہ اسے اُس کی رضا میں فنائے تام حاصل ہے۔ یعنی اپنا دھیان بھی جب فنا ہو جائے تو پھر پردہ اٹھا دیا جاتا ہے۔

سورۃ الطّور اور سورۃ النجم کا باہمی تعلق

جس طرح سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی دو آیات میں معنوی ربط ہے کہ ایک میں معراجِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ہے اور دوسری میں معراجِ موسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے، اسی طرح سورۃ الطّور اور سورۃ النجم میں بھی معنوی ربط ہے۔ دونوں سورتوں کی ابتدا میں بھی ربط ہے اور آخر کا بھی ربط ہے۔ ابتدا اور انتہا دونوں مربوط ہیں۔ پہلے دونوں سورتوں کے انتہاء کا ربط دیکھتے ہیں۔ سورۃ الطّور کی آخری آیت میں فرمایا:

وَاصۡبِرۡ لِحُکۡمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعۡیُنِنَا وَسَبِّحۡ

بِحَمۡدِ رَبِّکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ. (الطّور،۵۲: ۴۸)

اور (اے حبیبِ مکرّم! اِن کی باتوں سے غمزدہ نہ ہوں) آپ اپنے رب کے حکم کی خاطر صبر جاری رکھئے بے شک آپ (ہر وقت) ہماری آنکھوں کے سامنے (رہتے) ہیں اور آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے جب بھی آپ کھڑے ہوںo

حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی یکے بعد دیگرے وفات کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ دفاع کرنے والا ظاہر میں کوئی نہ رہا۔ حملے تھے، گالیاں تھیں، تہمتیں تھیں، الزامات تھے، تکالیف تھیں، مصائب تھے، مشکلات تھیں، حملوں کی ایک بارش تھی، پتھروں سے آپ ﷺ کو زخمی کیا گیا، تیر برسائے گئے، لہولہان کیا گیا۔ پہلے جب کبھی ایسی کیفیت ہوتی اور آقا علیہ السلام دکھی دل کے ساتھ گھر آتے تو غم کو دور کرنے کے لیے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا موجود ہوتیں۔ کبھی دفاع کے لیے حضرت ابی طالبؑ آجاتے۔ اب یہ دونوں دنیا میں نہ رہے تھے۔ مصائب و مشکلات اور مظالم کی انتہا تھی، اُس وقت دلجوئی کی ضرورت تھی کہ کوئی اپنا ہو جو حوصلہ دے، ساتھ دے، حوصلہ افزائی کرے اور مظالم کی انتہا کے مقابلے میں دلجوئی کی بھی انتہا ہو جائے۔ ان حالات میں جب مظالم انتہا کو پہنچ گئے تو خدا کی محبت، شفقت و دلجوئی بھی انتہا پر جا پہنچی۔ فرمایا:

وَاصۡبِرۡ لِحُکۡمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعۡیُنِنَا.

اے محبوب ﷺ! صبر جاری رکھئے، اگر ان سب نے آنکھیں پھیر لی ہیں تو کیا ہوا، ہم تو ہر وقت تم ہی کو تکتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ ہر وقت ہماری آنکھوں میں رہتے ہیں اور یہ نگاہ، نگاہِ حفاظت بھی ہے اور نگاہِ محبت بھی ہے۔ پھر فرمایا:

وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ o وَمِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡهُ. (الطور، ۵۲: ۴۸، ۴۹)

''اور آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے جب بھی آپ کھڑے ہوںo اور رات کے اوقات میں بھی اس کی تسبیح کیجیے''۔

اب سورۃ الطّور کا آخری لفظ سننے والا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَاِدۡبَارَ النُّجُوۡمِo

یعنی میرے محبوب مصطفیٰ ﷺ! رات کے پچھلے پہر بھی تسبیح کریں، جب ستارے چھپ جاتے ہیں۔

ادھر آیت اِدۡبَارَ النُّجُوۡمِ کے الفاظ پر ختم ہوئی تو ساتھ ہی ''سورۃ النجم'' کی پہلی آیت شروع ہوئی، ارشاد فرمایا:

وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰیo (النجم، ۵۳: ۱)

''قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ (چشم زدن میں شبِ معراج اوپر جا کر) نیچے اترےo''

یعنی ایک طرف یہ رات کے ستارے ہیں جو پچھلے پہر چھپ جاتے ہیں اور دوسری طرف ''النجم'' ایسا ستارہ ہے جو کبھی چھپتا ہی نہیں۔ ایک طرف دنیا کے ستارے ہیں جو رات بھر چمک و دمک کے بعد پچھلے پہر چھپ جاتے ہیں۔ مگر لوگو! میرے ستارے کو دیکھو کہ وہ چمک اٹھا ہے اور ایسا چمکا ہے کہ یہ کبھی نہ چھپے گا۔ اب اسی کا ستارہ قیامت تک اور بعد از قیامت چمکے گا۔

سورۃ الطّور کا آخر اور سورۃ النجم کی ابتداء کے درمیان یہ معنوی ربط ہے کہ سب ستارے چھپنے والے تھے مگر وجودِ مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں رب کا ستارہ ایسا ستارہ ہے جو چھپتا ہی نہیں ہے۔

سورۃ الطّور اور النجم کی ابتدائی آیات کا ربط

جس طرح سورۃ النجم کی ابتدائی 18 آیات میں واقعہ معراج تفصیل سے ذکر ہے، اسی طرح سورۃ الطّور کی ابتدائی آیات میں بھی واقعہ معراج ہی کو بیان کیا گیا ہے اور اس امر

کا اظہار اِس سورۃ کی آیات کے معنوی ربط سے ہوتا ہے۔ مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ کے سفر کے روٹ کا بیان سورۃ الطّور کی ابتدائی آیات میں بیان ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَالطُّوْرِ o وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ o فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ o وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ o وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ o وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ o (الطور، ۵۲: ۱۔۶)

(کوہِ) طُور کی قَسم o اور لکھی ہوئی کتاب کی قَسم o (جو) کھلے صحیفہ میں (ہے) o اور (فرشتوں سے) آباد گھر (یعنی آسمانی کعبہ) کی قَسم o اور اونچی چھت (یعنی بلند آسمان یا عرشِ معلّٰی) کی قَسم o اور اُبلتے ہوئے سمندر کی قَسم o

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل پانچ چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں:

۱۔ وَالطُّوْرِ سے مراد وجودِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

۲۔ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ سے مراد قرآن، کتاب مصطفیٰ ﷺ ہے۔

۳۔ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ سے مراد فرشتوں کا کعبہ ہے جو آسمانی دنیا پر ہے۔ حدیثِ معراج میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں بیت المعمور تھا اور ابراہیم علیہ السلام اس کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ طور معراجِ موسیٰ علیہ السلام کا مقام تھا اور بیت المعمور معراجِ ابراہیم علیہ السلام کا مقام تھا۔

۴۔ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ سے مراد عرشِ معلّٰی ہے۔

۵۔ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ کے بارے حدیث میں آتا ہے جسے حضرت علی شیر خداؓ روایت کرتے ہیں کہ

هو بحر تحت العرش.

وہ عرش کے نیچے نور کا سمندر ہے۔

گویا اللہ رب العزت نے ان پانچ قسموں کے ذریعے معراج کے دوسرے سفر کے مراحل بیان کر دیئے کہ آپ ﷺ بیت المعمور اور سقف مرفوع سے ہوتے ہوئے البحر المسجور تک جا پہنچے۔

قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی

اس مرحلہ معراج کو عبور کرنے کے بعد فوق السدرۃ وہ مقام تھا جس کے بارے سورۃ النجم میں ارشاد فرمایا:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى o فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى o

(النجم، ۵۳: ۸۔۹)

پھر وہ (ربّ العزّت اپنے حبیب محمد ﷺ سے) قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوگیا o پھر (جلوۂ حق اور حبیبِ مکرّم ﷺ میں صرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہوگیا) o

بعض ائمہ تفسیر کہتے ہیں کہ دو کمانوں سے مراد ایک ہی کمان ہے اور یہ تمثیل ہے کہ عرب قبائل جب آپس میں اتحاد کرتے تو وہ دو کمانوں کو اکٹھا جوڑ لیتے اور دو کمانوں سے ایک تیر نکال کر پھینکتے تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ اب ہم دو نہیں رہے بلکہ ایک ہو گئے ہیں۔ مراد یہ کہ ایک سے لڑائی اب دوسرے سے بھی لڑائی متصور ہوگی۔ ایک کا دوست اب دوسرے کا بھی دوست ہوگا۔

اسی طرح محمد ﷺ تو محمد تھا۔۔۔ خدا تو خدا تھا۔۔۔ خالق تو خالق تھا۔۔۔ مخلوق تو مخلوق تھی۔۔۔ محبوب تو محبوب تھا۔۔۔ اور عبد تو عبدِ مقرب تھا۔۔۔ مگر اب یہ دونوں دو کمانوں کی طرح متحد ہوئے اور ایک تیر محبت چلا اور دنیا کو بتا دیا کہ دیکھنے میں تو یہ دو ذاتیں ہیں۔ یہ غیریت اس لئے ہے کہ خالق و مخلوق کا فرق رہے۔ عبد و معبود کا فرق رہے، بندے اور خدا کا فرق رہے۔ مگر سن لو!

آج کے بعد جو مصطفیٰ ﷺ کا نہیں وہ خدا کا نہیں جو اِس (رسول) کی اطاعت وہ اُس (اللہ) کی اطاعت۔۔۔ جو اِس (رسول) کی محبت وہ اُس (اللہ) کی محبت۔۔۔ جو اِس (رسول) کی قربت وہ اُس (اللہ) کی قربت۔۔۔ جو اِس (رسول) کی حرمت وہ اُس (اللہ) کی حرمت۔۔۔ جو اِس (رسول) کی بیعت کرے گا، اُس نے خدا کی بیعت کر

لی۔۔۔اور جو مصطفیٰ سے پھر گیا وہ خدا سے پھر گیا۔

قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کا یہی پیغام تھا جو امت تک واقعہ معراج کے ذریعے پہنچایا گیا۔ یہ آقا علیہ السلام کی معراج کا تیسرا حصہ تھا جس میں آقا علیہ السلام کو بلا حجاب دیدار ہوا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى کی شان آپ کو عطا کر دی گئی اور جلوۂ حق بلا حجاب عطا کیا گیا۔۔۔ یہ وہ مقام تھا کہ جب جلوۂ حق سامنے تھا اور حضور ﷺ اُسے بلا حجاب تک رہے تھے۔

امت کے لئے اللہ اور مصطفیٰ ﷺ کا تحفہ

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حضور ﷺ نے عرض کیا کہ مولا!

التحیاتُ للّٰہ والصلوٰۃ والطیبات ۔

کہ میں اپنی بندگی اور نیازمندی تیری بارگاہ میں لایا ہوں۔ اللہ نے جواب دیا:

السلام علیک أیها النبي ورحمة الله وبرکاته!

باقی مومنین پر اللہ جنت میں سلام کرے گا مگر حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج سلام کہا۔ ابن ماجہ میں حدیث آتی ہے کہ جنتی جنت میں اچانک آواز سنیں گے:

السلام علیکم یا أهل الجنة.

’’اے اہل جنت تم پر سلام ہو‘‘۔

جنت والے چونک اٹھیں گے کہ کون سلام کر رہا ہے؟ کہا جائے گا کہ تمہارا رب تمہارے اوپر سلام بھیج رہا ہے۔ یہ قرآن مجید کے اس فرمان کی تفسیر ہے جس میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ. (یٰسن، ٣٦:٥٨)

’’(تم پر) سلام ہو، (یہ) ربِّ رحیم کی طرف سے فرمایا جائے گا‘‘۔

جب رب سلام بھیجے گا تو پردہ ہٹ چکا ہوگا اور:

فینظر إلیهم وینظرون إلیه.

رب کے عاشق اُس کو دیکھ رہے ہوں گے اور وہ اپنے عاشقوں کو دیکھ رہا ہوگا۔ اِن دیکھنے والوں اور دکھائی دینے والے کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہوگا۔ وہ مقام جو عاشقوں اور مومنوں کو جنت میں ملے گا کہ اللہ ان کو سلام کرے گا اور وہ اللہ کا دیدار کریں گے، وہ مقام اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ ﷺ کو شبِ معراج عطا کر دیا۔

جب حضور ﷺ کو سلام اور سلامتی کا تحفہ دیا گیا تو حضور ﷺ نے عرض کیا:

السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین.

مولیٰ! آیا تو تنہا ہوں مگر تحفہ تنہا نہیں لیتا، امت کو بھی اس سلام میں شریک کرتا ہوں۔

پس شبِ معراج اللہ کا تحفہ امت کے لیے نماز ہے اور حضور ﷺ کا تحفہ امت کے لیے سلام ہے۔ لہٰذا نماز بھی پڑھا کریں اور حضور ﷺ پر سلام بھی پڑھا کریں۔ زندگی ہمیشہ سلامتی کے ساتھ گزاریں۔ شب معراج کا تحفہ یہی ہے کہ پوری انسانیت کے لیے سراپا امن بن جائیں۔ جتنی سلامتی بڑھتی جائے گی اور پیکرِ سلامتی بنتے جائیں گے، اتنا ہی حضور ﷺ کا قرب نصیب ہوتا چلا جائے گا۔ ❁❁

اِنتباہ! یہ بات مرکز کے نوٹس میں آئی ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے تنظیمی اور ذیلی فورمز کے بعض عہدیدار اور کارکنان گوادر اور دیگر **ہاؤسنگ سوسائیٹیز** میں پلاٹوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کر رہے ہیں۔ یہ ان احباب کا ذاتی کاروبار ہے اور تحریک منہاج القرآن کا ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت نہیں ہے۔ لہٰذا احباب اپنے لین دین/نفع نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے اور کسی کو بھی اس حوالے سے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت مرکز میں لانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

الفقہ

آپ کے فقہی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: عاق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: انسان کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد کو تقسیم کرنے کا طریقہ کار اللہ تعالیٰ کا وضع کردہ ہے، اس میں کسی کو کمی وبیشی یا ترمیم واضافے کا حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ ضابطہ وراثت کے مطابق ہر وارث کا حصہ مقرر ہے جس سے اسے کوئی محروم نہیں کرسکتا:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ط نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا.

’’مردوں کے لئے اس (مال) میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لئے (بھی) ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے ترکہ میں سے حصہ ہے۔ وہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ (اللہ کا) مقرر کردہ حصہ ہے‘‘۔ (النساء، ۴: ۷)

ائمہ و علمائے کرام نے حقِ وراثت سے محرومی کی درج ذیل وجوہات ذکر کی ہیں:

1۔قتل 2۔اختلافِ دین 3۔غلامی

لہذا جب تینوں صورتیں نہ پائی جا رہی ہوں تو وراثت سے کسی طور محروم نہ کیا جائے گا اور کُل قابلِ تقسیم ترکہ میں تمام اولاد حصہ دار ہوگی۔

اگر کوئی باپ اپنی زندگی میں کسی وجہ سے بیٹے یا کسی وارث کو اپنی جائیداد سے عاق بھی کر دے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ شخص اس کی زندگی میں اس کی جائیداد میں کوئی تصرف نہیں رکھتا۔ جونہی عاق کرنے والا فوت ہوگیا، عاق نامہ ختم ہو جائے گا۔ اگر بیٹا نافرمان ہے تو وہ اس نافرمانی کی سزا اللہ کے ہاں پائے گا، لیکن والد کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اسے اپنی جائیداد سے محروم کرسکے۔

سوال: مسجد میں نماز جنازہ کی ادائیگی کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز جنازہ ادا کرتے وقت میت کی چارپائی رکھنے کے لئے مسجد سے باہر جگہ بنالی جائے اور باقی نمازی اگر مسجد میں بھی کھڑے ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ میت کو مسجد سے باہر اس لئے رکھتے ہیں کہ مسجد میں تلویث نہ ہو۔ اگر تلویثِ مسجد کا خطرہ نہیں اور میت صحیح حالت میں ہے تو مسجد کے اندر میت رکھ کر نماز جنازہ ادا کرنا بھی جائز ہے اور سنت سے ثابت ہے۔ اگر ایک عبادت گاہ سے دیگر دینی کام بھی کسی شرعی خرابی کے بغیر لینا ممکن ہوں تو ضرور لیے جائیں۔ شرعاً پوری گنجائش ہے۔

☆ ابو سلمہ بن عبدالرحمن ﷺ سے روایت ہے جب حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ کی وفات ہوئی تو سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ نے فرمایا:

ادخلوا به المسجد حتى اصلى عليه.

’’انہیں مسجد میں لاؤ تاکہ میں بھی ان پر نمازِ جنازہ پڑھ سکوں‘‘۔

اس پر صحابہ کرام نے انکار کیا تو سیدہ عائشہ ﷺ نے فرمایا:

والله لقد صلى رسول الله ﷺ على ابنى بيضاء فى المسجد سهيل واخيه.

"خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی پر مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھی ہے"۔ (مسلم:۳،۹۷۳، ابوداؤد:۳۱۸۹، ترمذی: ۱۰۳۳، نسائی: ۱۹۶۸)

☆ دوسری روایت میں ہے کہ تمام ازواج مطہرات کے مطالبہ پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں ادا کیا گیا۔ ان عصمت مآبوں کو جب خبر پہنچی کہ لوگوں نے اسے برا جانا ہے اور کہا ہے کہ جنازے مسجدوں میں داخل نہیں کیے جاتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

ما اسرع الناس الی ان یعیبوا ما لا علم لھم به. عابوا علینا ان یمر بجنازة فی المسجد وما صلی رسول اللہ ﷺ علی سھیل بن بیضاء الا فی جوف المسجد. (مسلم، ۱: ۳۳)

"لوگ جس بات کو جانتے نہیں کتنی جلدی اس پر عیب لگا دیتے ہیں۔ ہم پر عیب لگا کہ مسجد میں جنازہ لایا گیا ہے حالانکہ سہیل بن بیضاء پر رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ہی تو نماز جنازہ ادا فرمایا تھا"

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں امام شافعی اور اکثر ائمہ کی دلیل ہے جو مسجد میں نمازِ جنازہ جائز قرار دیتے ہیں۔

☆ جب میت مسجد سے باہر ہو اور لوگ مسجد کے اندر، تو نماز مکروہ نہیں۔ اگر ممانعت کی علت یعنی تلویثِ مسجد کا خوف ہو تو پھر میت مسجد سے باہر ہو اور جنازہ پڑھنے والے افراد اگر مسجد کے اندر بھی ہوں تو یہ صورت مکروہ نہ ہوگی۔

"کتاب المبسوط اور البحر المحیط میں اسی طرف میلان ظاہر کیا گیا ہے، اس پر عمل ہے اور یہی مذہب مختار ہے۔"

بلکہ غایة البیان اور العنایة میں ہے کہ (مسجد میں نمازِ جنازہ) بالاتفاق مکروہ نہیں۔

☆ علامہ شامی تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ میت پر نماز پڑھنا دعا اور ذکر ہے اور یہ دونوں باتیں مسجد بنانے کے اسباب میں سے ہیں۔ ورنہ لازم آئے کہ مسجد میں دعائے استسقاء اور کسوف وغیرہ بھی منع ہوں۔

ان تمام دلائل و حوالہ جات کو دیکھتے ہوئے یہی بات حق ہے کہ اگر میت کی حالت غیر ہو مثلاً جسم سے خون، پیپ، پانی وغیرہ نکل رہا ہے یا کسی اور طرح سے تلویثِ مسجد کا ڈر ہو جائے تو مسجد سے باہر رکھ کر جنازہ ادا کیا جائے خواہ نمازی باہر ہوں یا اندر۔ اگر میت کی حالت نارمل ہے اور تلویثِ مسجد کا کوئی امکان نہیں تو نماز جنازہ بلا کراہت مسجد کے اندر بھی جائز ہے۔

مسلمان زندہ ہو یا مُردہ قابلِ احترام ہے، ہر دو صورتوں میں اگر اُس کا جسم پاک نہ ہو تو مسجد میں نہیں آسکتا یا نہیں لایا جاسکتا جیسے جُنبی شخص مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا اور ایسی میت جس کے جسم سے کچھ نکلتا ہو یا بدبو آتی ہو، کو بھی مسجد میں نہیں لایا جاسکتا۔

سوال: حقِ شفعہ کے بارے میں تفصیلی شرعی احکام کیا ہیں؟

جواب: شریعت اسلامیہ کا قانون ہے کہ جب کوئی شخص زمین، مکان، دکان یا کوئی بھی غیر منقولہ جائیداد بیچنا چاہے تو پہلے اپنے پڑوسی کو آگاہ کرے۔ اگر وہ خریدنا چاہے تو مارکیٹ ریٹ پر اس کے ہاتھ فروخت کرے کیونکہ اخلاقاً اور قانوناً دوسروں کی نسبت وہ زیادہ حقدار ہے۔ اگر پڑوسی خریدنے کے لیے تیار نہ ہو تو جہاں چاہے بیچ سکتا ہے، شرعاً آزاد ہے۔

اگر زمین بیچنے والے نے ہمسائے کو بتائے بغیر اپنی زمین کسی تیسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دی ہے تو ہمسایہ اپنا حقِ شفعہ استعمال کر کے بذریعہ پنچائت یا عدالت قانوناً یہ سودا منسوخ کروا کر خود اسی قیمت پر خرید سکتا ہے جو مارکیٹ ریٹ سے بنتی ہے تاکہ کسی فریق پر زیادتی بھی نہ ہو اور حقدار کو اس کا حق بھی مل جائے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قضی النبی ﷺ بالشفعة فی کل ما لم یقسم. فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة.

(صحیح بخاری، ۲: ۷۷۰، رقم: ۲۱۳۸)

’’رسول اللہ ﷺ نے ہر غیر منقولہ غیر منقسم جائیداد میں حقِ شفعہ دیا۔ جب حد بندی ہو جائے اور راستے بدل جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں‘‘۔

☆ اسی روایت کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا گیا ہے:

قضی رسول اللہ ﷺ بالشفعة فی کل شرکة لم تقسم ربعة أو حائط، لا یحل له ان یبیع حتی یؤذن شریکه، فان شآء أخذ و ان شاء ترک، فاذا باع و لم یؤذنه فهو أحق به. (الصحیح لمسلم، ۳: ۱۲۲۹، رقم: ۱۶۰۸)

’’رسول اللہ ﷺ نے ہر شریک چیز میں حق شفعہ مقرر فرمایا ہے جو تقسیم نہ ہوئی ہو، گھر ہو یا باغ۔ کسی کو جائز نہیں کہ اپنے پڑوسی کو (جس کی حد اس جائیداد سے ملتی ہے) بتائے بغیر بیچ دے۔ پڑوسی چاہے تو لے، چاہے تو چھوڑ دے۔ جب مالک نے پڑوسی کو بتائے بغیر وہ (جائیداد) بیچ دی تو پڑوسی بہ نسبت کسی تیسرے شخص کے زیادہ حقدار ہے‘‘۔

☆ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

الجار أحق بسقبه.

’’پڑوسی اپنی قربت کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے‘‘۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الجار أحق بشفعته، ینتظر به و ان کان غائبا.

(احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، دارمی)

’’پڑوسی شفعہ کا زیادہ حقدار ہے، اگر موجود نہیں تو اس کا انتظار کیا جائے گا‘‘۔

(یہ تمام روایات مشکوۃ شریف میں باب الشفعہ صفحہ ۲۵۶-۲۵۷ پر موجود ہیں۔)

جس شخص کو شفعہ کا حق حاصل ہے، اس کے لئے لازم ہے کہ جب اسے مکان یا جائیداد کے فروخت کیے جانے کی خبر پہنچے تو فوراً بغیر کسی تاخیر کے یہ اعلان کرے کہ: ’فلاں مکان فروخت ہوا ہے اور مجھے اس پر حقِ شفعہ حاصل ہے، میں اس حق کو استعمال کروں گا‘ اور اپنے اس اعلان کے گواہ بھی بنائے۔

☆ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:

اذا علم الشفیع بالبیع، ینبغی أن یطلب الشفعة علی الفور ساعتئذ. (فتاوی عالمگیری، ۵: ۱۷۲)

’’جب شفعہ کرنے والے کو سودے کا پتہ چلے اسے فوراً اسی وقت شفعہ کا مطالبہ کر دینا چاہئے‘‘۔

اگر کسی انتہائی مجبوری کی وجہ سے وہ شفعہ کا اعلان یا مطالبہ نہیں کر سکا تو اس کا حقِ شفعہ ساقط نہیں ہوتا۔

ولو ترک الخصومة ان کا بعذر نحو مرض أو حبس أو غیره، و لم یمکنه التوکیل، لم تبطل شفعته. (فتاویٰ عالمگیری، ۵: ۱۷۳)

’’اگر شفعہ کرنے والے نے کسی بیماری یا قید یا کسی اور عذر کی بنا پر معاملہ نہیں اٹھایا اور نہ کسی کو وکیل بنانا ممکن تھا تو اس کا حقِ شفعہ باطل نہیں ہوگا‘‘۔

صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں:

لا تسقط الشفعة بتأخیر هذا الطلب

’’طلب شفعہ میں تاخیر ہو جائے تو حق شفعہ باطل نہیں ہو جاتا‘‘۔ (ھدایہ، ۴: ۳۹۴)

یہی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام ابو یوسف کا مذہب ہے۔

☆ اگر قیمت کے تعین میں صاحبِ شفع اور دوسرے خریدار کے مابین اختلاف ہو جائے تو دوسرے خریدار کی بات مانی جائے گی۔

ان اختلف الشفیع و المشتری فی الثمن فالقول قول المشتری، لأن الشفیع یدعی استحقاق الدار علیه عند نقد الأقل وهو ینکر، و القول قول المنکر مع یمینه و لا یتحالفان.

"اگر شفعہ کرنے والا اور دوسرا خریدار قیمت میں اختلاف کریں تو بات خریدنے والے کی مانی جائے گی کیونکہ شفعہ کرنے والا مکان کا حقدار ہونے کا دعویدار ہے کم قیمت پر۔ اور خریدنے والا انکار کرتا ہے اور بات انکار کرنے والے کی مانی جاتی ہے قسم کے ساتھ۔ دونوں کو قسم نہیں دی جائے گی"۔ (ھدایہ،۴: ۳۹۷)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اذا اختلف الشفيع و المشترى فى الثمن، فالقول قول المشترى، و لا يتحالفان و لوأقاما البينة فا لبينة بينة الشفيع عند أبى حنيفة و محمد.

(فتاویٰ عالمگیری، ۵: ۱۸۵)

"اگر حقِ شفعہ رکھنے والا اور بیچنے والا قیمت میں اختلاف کریں تو بات دوسرے خریدار کی مانی جائے گی۔ دونوں کو قسم نہیں دی جاسکتی۔ اگر دونوں نے گواہی پیش کر دی تو شفعہ کرنے والے کی گواہی مانی جائے گی۔ امام ابو حنیفہ ؒ اور امام محمد ؒ کا یہی قول ہے"۔

☆ اگر خرید وفروخت میں زمین کے بدلے زمین لی گئی ہے تو حق شفعہ والا ان دونوں میں سے کسی ایک زمین کی قیمت ادا کر کے زمین لے سکتا ہے۔

وان باع عقارا بعقار، أخذ الشفيع كل واحد منهما بقيمة الآخر لأنه بدله و هو من ذوات القيم فيأخذه بقيمته. (ھدایہ،۴: ۳۹۹)

"اگر کسی نے غیر منقولہ جائیداد یعنی زمین، زمین کے بدلے بیچی تو حق شفعہ والا ان دونوں میں سے ہر ایک دوسری کی قیمت سے لے سکتا ہے کیونکہ ہر زمین دوسرے کا بدل ہے اور قیمتی چیز ہے۔ پس ایک کو دوسری کی قیمت پر لے سکتا ہے"۔

❁❁❁❁❁

اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی کا تدارک

واقعہ ذوالقرنین کی روشنی میں

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

آج امت مسلمہ کی زبوں حالی سے ہر درد مند دل پریشان ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بہ دعا ہے کہ وہ اس امت مرحومہ کو زوال سے نکالنے کی سبیل پیدا فرمائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ محض دعاؤں اور وظائف و اذکار کے ذریعے پریشانیاں اور زوال ختم نہیں ہوتے بلکہ اس کا قانون یہ ہے کہ وہ اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک خود اس قوم میں اپنی حالت بدلنے کا مصمم ارادہ پیدا نہ ہو۔

قرآن حکیم میں جابجا اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کا ذکر کیا ہے جو حالات کے سامنے جھکنے کے بجائے ڈٹ گئے۔ ان کی جرأت و جواں مردی اور بے لوث قربانیوں پر نصرت الٰہی نے انہیں کامیابی و کامرانی سے سرفراز کیا۔ قرآن مجید میں ان جرأت کے پیکر رہنماؤں اور قائدین کا بیان درحقیقت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ ان مردانِ خدا کی تقلید کے بغیر امت مسلمہ کا زبوں حالی سے باہر نکلنا ناممکن ہے۔

زیرِنظر سطور میں ہم واقعہ ذوالقرنین کی روشنی میں اُمت کو درپیش مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف میں اپنے بندے ذوالقرنین کا ذکر کیا ہے جنہیں زمین کے تمام وسائل، اسباب، قوت و تمکنت کے ساتھ اقتدار عطا کیا اور administration & management کے تمام اسرار و رموز سے بھی آگاہ کیا۔ اس واقعہ میں ہمیں اس امر سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، وہ آج بھی ایسے بندے پیدا کرسکتا ہے جن کے اقتدار کا سورج مشرق سے مغرب تک ہو، جو شرق و غرب میں بیک وقت اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوائیں اور جن کی بصیرت بیک وقت مشرق و مغرب کا احاطہ کیے ہوئے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ رحمت خداوندی اس حقیقی تبدیلی کے لیے مسلمانوں کی طرف سے طلبِ صادق کی منتظر ہے۔ طلبِ صادق حقیقت میں جرأتِ کردار اور صبر و استقامت کے ساتھ باطل کے خلاف کھڑے ہونے سے عبارت ہے۔

قرآن مجید میں ذوالقرنین کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشادفرمایا:

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ. وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا۝

’’بے شک ہم نے اسے (زمانۂ قدیم میں) زمین پر اقتدار بخشا تھا۔ اور ہم نے اس (کی سلطنت) کو تمام وسائل و اسباب سے نوازا تھا‘‘۔ (الکہف، ۱۸: ۸۴)

اس آیت کریمہ میں ذوالقرنین، ان کی سلطنت اور اُن کو حاصل وسائل و اسباب کا تعارف کروایا جا رہا ہے کہ اللہ رب العزت نے ذوالقرنین کو اقتدار، قوت، اہلیت، وسائل، تمکن فی الارض اور قوت و جرأت عطا کی تھی۔ اللہ کی طرف سے حاصل اس صلاحیت و اہلیت نے ذوالقرنین کو دنیوی طاقت کے مقابلے میں سرنگوں ہونے سے محفوظ رکھا اور وہ دنیا کے کسی مفاد کی خاطر نہ بکے، نہ جھکے اور نہ کسی سے خوفزدہ ہوئے۔ اسی وجہ سے وہ مشرق و

مغرب کی متواتر کئی مہمات میں کامیابی سے سرخرو ہوئے۔ ذیل میں قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں انہی مہمات اور ان سے حاصل ہونے والے اسباق و نتائج کو بیان کیا جارہا ہے:

ا۔ مغرب کی مہم

ذوالقرنین نے پہلا سفر مغرب کی جانب کیا، اللہ رب العزت نے اس بارے ارشاد فرمایا:

حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا.

’’یہاں تک کہ وہ غروبِ آفتاب (کی سمت آبادی) کے آخری کنارے پر جا پہنچا وہاں اس نے سورج کے غروب کے منظر کو ایسے محسوس کیا جیسے وہ (کیچڑ کی طرح سیاہ رنگ) پانی کے گرم چشمہ میں ڈوب رہا ہو اور اس نے وہاں ایک قوم کو (آباد) پایا۔‘‘ (الکہف، ۱۸: ۸۶)

اللہ رب العزت نے یہاں طلوع آفتاب سے پہلے غروب آفتاب کا ذکر کیا حالانکہ واقعتاً سورج پہلے طلوع ہوتا ہے اور پھر غروب۔ اس ترتیب سے بظاہر مشرق کا ذکر مغرب سے پہلے ہونا چاہیے تھا مگر یہاں معکوس الترتیب ذکر کا مقصد یہ تھا کہ کسی مظلوم قوم کے پاس مسیحا تب بھیجا جاتا ہے جب اس کے اقتدار کا سورج زوال پذیر ہو چکا ہو۔ جب قوموں پر زوال آتے ہیں تو ظلم کی سیاہ رات چھا جاتی ہے اور ظالموں، غاصبوں اور استحصالی طاقتوں کے آہنی شکنجے عوام سے اُن کا حق چھین لیتے ہیں۔ ایسے میں وہ لوگ غروب آفتاب کی مانند ظلم کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں، جسے قرآن میں سیاہ پانی سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

یہ منظر دکھا کر فرمایا: وہاں بھی ایک قوم تھی جس پر ظلم وستم کا ایک بازار گرم تھا۔ اس میں استحصالی، غاصبانہ، جابرانہ، ظالمانہ اور لٹیرا شاہی نظام مسلط تھا۔ ظلم کی اندھیری رات اس پورے عالم پر چھائی ہوئی تھی۔ ظلمت کی اس تاریکی نے قوم کو مقصد سے بے خبر کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے کچھ کر گزرنے کا حوصلہ بھی سلب کر لیا تھا۔ ظالم و جابر طبقے کے ظلم اور استحصالی نظام نے اُن کے جان و مال اور عزت و آبرو کو پامال کر کے رکھ دیا تھا۔ ایسے حالات میں یہاں حضرت ذوالقرنین قوم کی مدد کے لئے مسیحا بن کر آئے۔

قوم کا مسیحا پیکرِ حکمت و تدبر ہوتا ہے

اللہ رب العزت نے ذوالقرنین کو اس قوم کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے دو اختیار (options) دیئے:

۱۔ حکمت و دانائی، فہم و فراست اور حسن سلوک سے معاملات کو حل کریں۔ یا

۲۔ ظالموں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں۔

ارشاد فرمایا:

اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا○

(یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے) خواہ تم انہیں سزا دو یا ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (الکہف، ۱۸: ۸۶)

ذوالقرنین کی فوج اُن کے ایک اشارے پر اس ظالم و جابر طبقے کا مواخذہ کر کے ان کو کٹہرے تک پہنچا سکتی تھی۔ مگر حکمت، تدبر اور فراست کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی عطا کردہ اہلیت و صلاحیت کو پہلے استعمال کر کے دیکھیں کہ شاید اسی کے نتیجہ میں حالات سدھر جائیں۔ اس لئے کہ اصل سیاسی صلاحیت کا حامل قائد وہی ہوتا ہے جو ڈرانے سے پہلے قوم کی جملہ خرابیوں کو دور کرنے اور مشکلات کا حل عطا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور انہیں ایک ایسا نظام دیتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر وہ قوم کامیابی سے ہم کنار ہو سکتی ہے۔

اللہ رب العزت نے جب ذوالقرنین کو دو اختیار (options) دیے تو انہوں نے اس قوم سے کہا:

اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ

فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًاO (الکہف، ۱۸: ۸۷)

’’جو شخص (کفر و فسق کی صورت میں) ظلم کرے گا تو ہم اسے ضرور سزا دیں گے، پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا، پھر وہ اسے بہت ہی سخت عذاب دے گا‘‘۔

ساتھ ہی فرماتے ہیں:

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى.

’’اور جو شخص ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لیے بہتر جزا ہے‘‘۔ (الکہف، ۱۸: ۸۸)

معلوم ہوا کہ اصلاحِ احوال کے لئے ایک ہی چھڑی سے سب کو نہیں ہانکتے بلکہ پہلے اچھے اور برے میں فرق سمجھاتے ہیں، پھر بھی جو سرکشی سے باز نہ آئے تو ایسے ظالم کو انجام تک پہنچانے کے لیے عدل اور انصاف کا نظام قائم کرتے ہیں۔ اگر کوئی معافی مانگنے آ جائے تو پھر ابوسفیان کی طرح اسے معاف کر کے اس کے گھر کو دار الامن بھی بنا دیتے ہیں۔ اس واقعہ سے آقا ﷺ کو ربِّ کائنات کی طرف سے احکامات و ہدایات دی جارہی ہیں کہ آپ ﷺ کی قیادت میں جو اسلامی سلطنت بنے گی اس میں معاملات کو حل کرنے میں خدائی دستور کو کلیدی حیثیت حاصل ہوگی، جس سے انحراف کرنے والوں کو جزا و سزا کے عمل سے گزرنا پڑے گا۔

۲۔ مشرق کی مہم

مغرب میں فتوحات کے بعد حضرت ذوالقرنین مشرق کی مہم پر روانہ ہوئے، جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں کیا گیا:

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًاO

یہاں تک کہ وہ طلوعِ آفتاب (کی سمت آبادی) کے آخری کنارے پر جا پہنچا، وہاں اس نے سورج (کے طلوع کے منظر) کو ایسے محسوس کیا (جیسے) سورج (زمین کے اس خطہ پر آباد) ایک قوم پر اُبھر رہا ہو جس کے لیے ہم نے سورج سے (بچاؤ کی خاطر) کوئی حجاب تک نہیں بنایا تھا (یعنی وہ لوگ بغیر لباس اور مکان کے غاروں میں رہتے تھے)۔ (الکہف، ۱۸: ۹۰)

پہلے ایک ظالم قوم کا نقشہ دیا جبکہ اس آیت میں ایسی مظلوم قوم کا نقشہ پیش کیا جا رہا ہے جو کم علمی اور جہالت کی وجہ سے بے حیائی کا مرکز بن چکی تھی۔ جن کے ہاں ثقافت اور کلچر نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ گویا جہاں ظلم و بربریت اور جہالت و بے حیائی اپنے عروج کو پہنچ چکی ہو وہاں بھی اللہ رب العزت مسیحا بھیجتا ہے جو مظلوموں کو ظلم سے بچا کر عدل و انصاف کا نظام قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی عطا کی گئی حکمت و اہلیت سے قوم سے جہالت و بے حیائی کو بھی ختم کرتا ہے۔

ذوالقرنین کی قوت و جرأت

مشرق و مغرب کی مہمات سر کرنے کے لیے امرِ الٰہی کے ساتھ ظاہری استعداد کی بھی اشد ضرورت و اہمیت ہے جسے اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمایا:

كَذٰلِكَ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًاO (الکھف، ۱۸: ۹۱)

’’واقعہ اسی طرح ہے، اور جو کچھ اس کے پاس تھا ہم نے اپنے علم سے اس کا احاطہ کرلیا ہےO‘‘۔

یعنی ہم نے حضرت ذوالقرنین کو اُن اقوام کے احوال کی مکمل خبر دی تھی خواہ ان احوال کا تعلق معاشرتی امور سے تھا یا سیاست، عدل و انصاف اور administration سے تھا۔ ان سب امور سے نبرد آزما ہونے کے لیے ہم نے ذوالقرنین کو وہ سب کچھ عطا کر دیا تھا جس کی اسے ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات سے باخبر تھی کہ ذوالقرنین کے پاس ان مہمات کو سر کرنے کے لیے وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جن کے ذریعے وہ مختلف طبائع اور معاشرتی مسائل رکھنے والی اقوام سے جرأت کے ساتھ نبرد آزما ہوسکتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ لیڈر اور قائد وہ ہوتا

ہے جو ہر رنگ، زبان، برادری اور مذہب کے افراد کی رہنمائی کرنے کی اور ہر قسم کے مسائل کا حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۳۔ تیسری مہم

زمین کے مغربی کنارے ظالم قوم اور مشرقی کنارے اخلاقیات سے عاری قوم کی رہنمائی کے بعد ذوالقرنین زمین کے وسط میں ایک تیسری زبوں حال قوم کو ظالموں سے چھٹکارا دلانے کے لیے نکلے جو ''یاجوج و ماجوج'' کے ظلم سے مجبور تھے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا o حَتّٰی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لا لَّا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا o

(مشرق میں فتوحات مکمل کرنے کے بعد) پھر وہ (ایک اور) راستہ پر چل پڑا o یہاں تک کہ وہ (ایک مقام پر) دو پہاڑوں کے درمیان جا پہنچا اس نے ان پہاڑوں کے پیچھے ایک ایسی قوم کو آباد پایا جو (کسی کی) بات نہیں سمجھ سکتے تھے o (الکهف، ۱۸: ۹۲،۹۳)

یاجوج و ماجوج کے ظلم تلے دبی یہ ایسی قوم تھی جو نہ تو خود کسی کی زبان سمجھتی تھی اور نہ کوئی اور ان کی زبان سمجھ سکتا تھا۔ مگر ذوالقرنین نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ فہم و فراست سے اس قوم کے احوال جان لیے۔ معلوم ہوا کہ قوم کے مسیحا کے لیے اس قوم کے بنیادی مسائل سے آگاہ ہونا اور سمجھنا بھی ضروری ہوتا ہے ورنہ مسائل کا حل پیش نہیں کر سکے گا۔

اس مظلوم قوم کو جب ذوالقرنین کی شکل میں اپنا مسیحا نظر آیا تو فوراً عرض گزار ہوئے:

یٰـذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا. (الکهف، ۱۸: ۹۴)

''اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج اور ماجوج نے زمین میں فساد بپا کر رکھا ہے تو کیا ہم آپ کے لیے اس (شرط) پر کچھ مالِ (خراج) مقرر کردیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک بلند دیوار بنا دیں o''

اُن کے اس سوال اور کام کے بدلے میں کچھ مال دینے کی خواہش پر ذوالقرنین نے جواب دیا:

مَا مَکَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا o

''مجھے میرے رب نے اس بارے میں جو اختیار دیا ہے (وہ) بہتر ہے، تم اپنے زورِ بازو (یعنی محنت و مشقت) سے میری مدد کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا''۔

چنانچہ حضرت ذوالقرنین نے اس قوم کی مدد یوں کی کہ فساد برپا کرنے والوں اور قوم کے درمیان ایک ایسی دیوار تعمیر کردی جس سے اس فتنہ کو روک دیا گیا۔

واقعہ ذوالقرنین موجودہ حالات کے تناظر میں

حضرت ذوالقرنین کی مذکورہ مہمات سے ہمارے لئے رہنمائی اور قیادت کے انتخاب و صلاحیت کے حوالے سے بہت سے اصول سامنے آتے ہیں، جن میں سے کئی ہم نے مہمات کے ذکر کے ساتھ ہی گزشتہ صفحات میں بیان کردیئے ہیں۔ آیئے اس سلسلہ میں مزید اصولوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

۱۔ اقتدار اللہ تعالیٰ کی امانت ہے

اللہ کے اس فرمان سے کہ 'ہم نے ذوالقرنین کو زمین میں اقتدار کے ذریعہ تمکنت دی' کا مطلب ہے کہ اقتدار اللہ کی امانت ہے، جسے اس کے بندوں کی مدد اور فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۔ مسیحا کی بعثت

اس واقعہ کی روشنی میں ہمیں سبق ملتا ہے کہ جب کسی قوم میں ظلم عروج پر پہنچتا ہے تو اللہ رب العزت ایسے حالات

میں کسی مسیحا کو بھیج دیتا ہے جو انہیں حق کی طرف بلاتا ہے اور نظام عدل قائم کرتا ہے تا کہ حقدار کو اس کا حق دلایا جاسکے اور ظالم و سرکش کو کٹہرے میں کھڑا کیا جاسکے۔

۳۔ سزا سے پہلے بیداریِ شعور اور حق کی دعوت

قائد اور لیڈر وہ ہوتا ہے جو پہلے لوگوں کے شعور کو بیدار کرتا ہے اور انہیں حق کی دعوت دیتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ نہ مانیں تو اقتدار کی قوت کے ذریعہ انہیں حق کے راستے کی طرف مائل کرتا اور عذاب الٰہی سے ڈراتا ہے۔

۴۔ وسائل کے استعمال پر دسترس

وَاٰتَیۡنٰهُ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ سَبَبًاo کے ذریعے یہ بتایا ہے کہ لیڈر یا قائد وہ ہے جو اللہ کی عطا کی گئی صلاحیت اور ذہنی استعداد کے ذریعے وسائل کا درست استعمال کر کے اقتدار کو مظبوط کرتا ہے۔ گویا قائد کی بنیادی خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ اپنی قابلیت اور استعداد کو بروئے کار لاتے ہوئے مشرق ومغرب میں نظام الٰہی کا سکہ رائج کرتا ہے اور بیک وقت مشرق و مغرب کی ثقافت اور مسائل کو سمجھ کر اُن کا حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

واقعہ ذوالقرنین میں ایک طرف وہ قوم ہے جو بات سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی اور دوسری طرف leadership دیکھیں کہ ایک نالائق، کند ذہن اور کم صلاحیت رکھنے والی قوم سے وہ دیوار بنوا رہے ہیں۔ قیادت وہ ہوتی ہے جس کے سامنے جو بھی قوم دے دی جائے، اس سے کام لے لے۔ بظاہر جو لوگ بالکل ناسمجھ ہوں، ان سے ایسے اہم کام لینا معمولی بات نہیں۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب قوم میں کچھ کر گزرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ بلا شبہ قومی سطح پر اس جذبے کا کوئی دوسرا نعم البدل نہیں۔ چنانچہ حقیقی رہنما وہ ہوتا ہے جو باوفا اور بلند کردار لوگوں کا چناؤ کر کے انہیں اپنی تربیت سے بے مثال بنا دیتا ہے اور یہی سب کچھ حضور نبی اکرم ﷺ نے مختصر سی مدت میں کر کے دکھایا۔ وہ لوگ جو جہالت، تعصب اور انتقامی جذبات پر کٹ مرتے تھے، ساری دنیا کے امام بن گئے۔

۵۔ طلبِ صادق کی ناگزیریت

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے اگر کسی قوم میں ظلم سے چھٹکارا حاصل کرنے اور انقلاب کے لیے سچی طلب پائی جائے تو پھر انقلاب واقع بھی ہوتا ہے۔ جیسے ذوالقرنین مشرق و مغرب کی قوموں کے پاس گئے مگر وہاں کسی خاطر خواہ تبدیلی کا ذکر موجود نہیں جیسی تبدیلی یا نجات اس قوم کو ملی جو یاجوج و ماجوج کے ظلم سے پس رہے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ اس قوم کے اندر ظالم کے پنجہ استبداد سے نجات حاصل کرنے کے شعور کا موجود ہونا تھا۔ انہیں اس بات کا شعور تھا کہ ان کے حقوق غصب ہو رہے ہیں اور ایک ظالم قوم نے ان کا جینا مشکل بنا رکھا ہے۔ جب اُنہیں ایسا شخص نظر آیا جس میں قائدانہ صلاحیتیں تھیں تو انہوں نے دعوتِ حق پر لبیک کہا۔

۶۔ قائد متوکل علی اللہ ہوتا ہے

مظلوم قوم نے یاجوج، ماجوج سے نجات کے عوض ذوالقرنین کو مال و دولت کی پیش کش کی، جس پر انہوں نے فرمایا: مجھے اس کی لالچ نہیں۔ مجھے میرے رب نے اپنی بارگاہ سے جو خیر، قوت، جرأت، تمکن اور فتح و نصرت عطا کی ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم مجھے دینا چاہتے ہو۔ البتہ مجھے تمہارا زورِ بازو یعنی جرأت اور غیرت وحمیت چاہیے۔ کیونکہ جو قوم محنت و مشقت سے عاری ہو جائے تو ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ ثابت ہوا کہ ایسا لیڈر اور قائد جس نے قوم کی تقدیر بدلنی ہو، وہ ان کے مال و دولت پر نظر نہیں رکھتا

بلکہ اگر وقت کے قارون و فرعون اسے مال و دولت کی آفر کر کے انقلاب کی راہ سے ہٹانا چاہیں تو وہ پاؤں کی ٹھوکر سے ایسی پیشکش کو رد کر دیتا ہے۔

ذوالقرنین کے واقعے کی طرح حضور ﷺ کو بھی اُس وقت کے سرداروں نے جاہ و منصب اور مال و دولت کے ذریعے راہِ حق سے ہٹانے کی کوشش کی مگر بری طرح ناکام ہوئے۔ گویا حقیقی قائد یا لیڈر مشکلات برداشت کر لے گا مگر مال و دولت کے پیچھے نہیں بھاگے گا۔

۷۔ وسائل اور افرادی قوت کے استعمال کی استعداد

واقعہ ذوالقرنین سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ مسیحا، لیڈر اور قائد جس نے قوم کو مشکل سے نکالنا ہو، ایسا ہوگا کہ وہ مال و دولت جمع کرنے کے بجائے افرادی قوت کے ذریعے وسائل کا بہتر استعمال کر کے مظلوموں کو ہمیشہ کے لیے ظلم سے چھٹکارا دلاتا ہے جیسے ذوالقرنین نے ان کا مال و دولت لینے سے انکار کیا اور ان کی افرادی قوت اور وسائل کو استعمال میں لا کر اپنی قائدانہ بصیرت کے ساتھ دیوار بنائی اور ہمیشہ کے لیے انہیں یاجوج و ماجوج سے نجات دلا دی۔

اللہ تعالیٰ کے ولی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ قوم کو امن و آشتی سے ہم کنار کرتا ہے۔ انہیں ایک نظام (system) میں پرو کر ایسی مضبوط دیوار کی مانند بنا دیتا ہے جسے قیامت تک قائم رہنا ہے۔ اپنی اس جدوجہد کے نتیجے میں حاصل کی گئی کامیابی کو وہ اللہ رب العزت سے منسوب کرتا ہے جیسے حضرت ذوالقرنین نے فرمایا کہ دیوار کی تعمیر میرے رب کی جانب سے ایک رحمت ہے۔

۸۔ واقعہ ذوالقرنین اور پاکستان کے مسائل

اس پورے واقعے کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کے دور میں ان تینوں اقوام کے حالات پاکستان میں نظر آتے ہیں:

۱۔ ایک ظالم طبقہ ہے جو ہر سطح پر عوام کا استحصال کر رہا ہے اور ہر طرح کے وسائل پر قابض ہے۔ یہ ایسا ظالم طبقہ ہے جو غریب کی زندگی بدلنے کے بجائے اپنے اکاؤنٹ بھرنے میں لگا ہوا ہے۔

۲۔ ایک طبقہ وہ ہے جو عیش و عشرت میں پڑا ہے اور بے حیائی سے تماشا دیکھ رہا ہے۔ یہ طبقہ دوسروں کی پرواہ کئے بغیر اپنے من میں مگن ہے۔ یہ بے راہ روی کا شکار ہے اور کسی مثبت تبدیلی کا خواہاں نہیں۔

۳۔ ایک مظلوم طبقہ ہے، جو ظالم طبقے کے ظلم سے پسا ہوا ہے۔ یہ طبقہ بنیادی ضرورتوں سے محروم ہے، جس کو انقلاب اور نظام کی تبدیلی کی ضرورت کا احساس ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ ملک کا مقدر اور حالات بدل جائیں۔ یہ انقلاب کے لیے جان دینے کو بھی تیار ہیں۔ اس آخری طبقے کے پاس آخرکار ذوالقرنین پہنچ جاتے ہیں۔ جس کو انقلاب کی نہ صرف ضرورت تھی بلکہ خواہش بھی تھی۔ ہمارے ملک میں بھی یہ تیسرا طبقہ ہی ہے جو ملک کے نظام میں مثبت تبدیلی کا خواہش مند ہے۔

ان تینوں طبقات کے ساتھ ساتھ ہمارے پاس ایسی لیڈر شپ اور قیادت بھی موجود ہے جو باصلاحیت و با کردار ہے اور دنیا کے مال و متاع کو کئی بار ٹھکرا چکی ہے۔ جو اس ملک کے عوام کو ان کے حقوق بارے کئی بار آگاہ کر چکی ہے۔ آج اگر کسی بات کی کمی ہے تو وہ انقلاب کے لیے طلبِ صادق کی کمی ہے۔ جس دن قوم نے سچے دل سے تبدیلی کی نیت کر لی، ان شاء اللہ اس ملک میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زیرِ قیادت مصطفوی انقلاب کا سویرا ضرور طلوع ہوگا۔

❁❁❁❁❁

ذیلی تنظیمات کے دورہ جات اور معائنہ کی اہمیت اور ضرورت

صاحبزادہ فیض الرحمان درانی☆

کسی ادارہ، جماعت اور انجمن کی ابتدائی منصوبہ سازی (Primary Planning) کے بعد تنظیم سازی کے عمل کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ ادارہ کے ہر قسم کے اسباب و ذرائع (Resources) قومی امانت ہوتے ہیں اور ان کا صحیح اور مؤثر استعمال Efficient and effective) (utilization ایک اہل اور با صلاحیت ناظم اعلیٰ اور اُس کے زیر نگرانی انتظامیہ کی سب سے اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ ادارے کی مؤثر انتظام کاری کے لیے ناظمین کے لیے لازم ہوتا ہے کہ ان کو اپنے مختلف وظائف، فرائض اور اختیارات (Authorities) کی مکمل معلومات حاصل ہوں اور وہ ان کے مؤثر استعمال کے طریقوں سے آگاہ ہوں۔

عہدوں اور تنظیمی سطحوں کی تقسیم

مرکزی تنظیمات کے ماتحت کام کرنے والے تمام شعبہ جات، فورمز اور ذیلی تنظیمات ادارہ، جماعت اور تنظیم کے عہدے درج ذیل افقی (Horizental Hierarchy) اور عمودی(Vertical Hierarchy) سطحوں پر قائم ہوتے ہیں:

۱۔مرکزی تنظیم	۲۔صوبائی تنظیم	۳۔ڈویژنل تنظیم
۴۔ضلعی تنظیم	۵۔تحصیل تنظیم	۶۔ٹاؤن تنظیم
۷۔یونین کونسل تنظیم	۸۔وارڈ تنظیم	۹۔یونٹ تنظیم

ہر ذیلی تنظیم اپنی بالائی تنظیم کی ماتحت اور دستور کے تحت اس کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔ اسی طرح مرکزی تنظیم کے تحت افقی سطح پر مختلف شعبہ جات اور فورمز ہوتے ہیں۔ ہر تنظیم کی کارکردگی کا بنیادی اصول ''اطاعت امیر'' پر مبنی ہوتا ہے اور یہی اصول درحقیقت اسلامی ادارے کی روح ہوتی ہے۔ تنظیمات کے عہدہ داروں اور اہل کاروں کی ذمہ داری، فرائض، حقوق اور اختیارات کا تعین، دستور اور نظام العمل کے تحت کیا جاتاہے اور مختلف تحکیمی (legislative) قواعد و ضوابط اور احکامات، دستور، نظام العمل، سرکلرز اور نوٹیفکیشنز کے ذریعے تنظیمات، نظامتوں اور شعبہ جات کو تنفیذ (execution) کے لیے فراہم کئے جاتے ہیں۔ ہر قسم کے تنظیمی اور انتظامی ریکارڈ کی حفاظت، ان کا بغور مطالعہ، سمجھنا اور ان پر عمل درآمد کرنا ہر سطح کی تنظیمات کے ناظمین اور عہدہ داروں پر لازم ہوتا ہے۔

اعلیٰ عہدیداران کی ذمہ داریاں

ادارہ، جماعت یا تحریک کے اعلیٰ عہدیداران کے ذمے چند ایسے امور ہوتے ہیں جو پوری تحریک، جماعت یا ادارے کی سرگرمیوں کے تسلسل اور مقاصد کے حصول کے لئے لازمی ہوتے ہیں۔ آئیے ان ذمہ داریوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

☆ مرکزی امیر تحریک

۱۔ تنظیم سازی

ادارہ کے سربراہ یا ناظم اعلیٰ کے فرائض (functions of management) میں بنیادی منصوبہ بندی (basic planning) کے بعد سب سے اہم کام تنظیم سازی کا ہوتا ہے۔ تنظیم میں کام کرنے کے لیے موزوں افراد کی تقرری (staffing) ''خاص کام کے لیے خاص فرد'' کے اصول پر کی جاتی ہے۔ خاص کاموں میں مانیٹرنگ، کنٹرولنگ اور راہنمائی کا فریضہ بہت اہم ہوتا ہے۔ ناظم اعلیٰ؛ سب ناظمین اور اس کے معاونین کی ذمہ داری کے حوالے سے باقاعدہ چارٹ مرتب کرتا ہے۔ جس کی روشنی میں معاون ناظمین اور اہلکار اپنے فرائض منصبی کو پورا کرتے ہیں۔ ہر ناظم کے کام کی اہلیت، صلاحیت اور موثریت کی جانچ پڑتال کا اندازہ اُس کے فرائض منصبی کی کماحقہٗ تعمیل اور تکمیل سے لگایا جاتا ہے۔

۲۔ ماہانہ کارکردگی رپورٹس کی وصولی و جائزہ

ناظم اعلیٰ اور نائب ناظمین اعلیٰ کے فرائض میں شامل ہوتا ہے کہ وہ تمام مرکزی نظامتوں، شعبہ جات اور فورمز کے صدور، ناظمین اور ڈائریکٹرز کو مروّجہ نظام کے تحت:

☆ سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ اہداف (periodical targets) ارسال کریں۔

☆ ان پر عملدرآمد (execution) کا جائزہ لیں۔

☆ اُن کے نفاذ کو بہتر سے بہتر بنائیں۔

☆ ان کی بروقت اصلاح (monitoring)، اشکالات اور نقائص کو دور کریں۔

☆ غلطیوں سے بچنے، بروقت انضباط و انقیاد (controlling) اور نظم و ضبط کی پابندی (discipline) قائم کرنے کے لیے ان سے ماہانہ کارکردگی رپورٹس طلب کریں۔

☆ بعد ازاں اُن کا مناسب تجزیہ اور تعدیل (analytical performance evaluation) کرنے کے بعد ادارہ کے سربراہ اور سنٹرل ورکنگ کونسل کے سامنے مقررہ اہداف کی روشنی میں تنقیدی جائزہ کے لیے پیش کریں۔

۳۔ ماہانہ دورہ جات

ناظم اعلیٰ، نائب ناظمین اعلیٰ، فورمز کے صدور اور ناظمین کے لیے ان کے ماتحت صوبہ جات کے مختلف ڈویژنوں اور اضلاع میں بذات خود ماہانہ دورہ جات کر کے مرکز کے مقرر کردہ اہداف کی تعمیل و تکمیل کا جائزہ لے کر موقع پر ہدایات (directives) دینے کا فریضہ بھی بہت اہم ہوتا ہے۔ ناظمین اور فورمز کے صدور کے تنظیماتی دورہ جات بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور اخراجات کے حوالے سے یہ دیگر تنظیماتی اور انتظامی مصروفیات کی نسبت بہت مہنگے ہوتے ہیں، لہٰذا ان سے خاطر خواہ نتائج کا حصول بھی اتنا ہی ضروری ہوتا ہے۔

۴۔ دورہ جات کی رپورٹس کی فراہمی

مرکزی ناظمین، فورمز اور ذیلی تنظیمات کے اعلیٰ عہدیداران کا سب سے اہم کام ''دورہ جات کے ذریعے مقرر کردہ اہداف اور تنظیمی اغراض و مقاصد کا حصول'' ہوتا ہے۔ جو دورہ جات کی رپورٹ کی شکل میں ضروری کاروائی کے لیے ظاہر کیا جاتا ہے۔ دورہ جاتی رپورٹ کا لکھنا، اس کا جائزہ (analysis) لینے کے بعد ملخّص صورت (summarized form) میں اعلیٰ حکام کو پیش کرنا، نتائج پر ماہرانہ رائے لکھ کر اس کو ذیلی تنظیمات کی اصلاح کے لیے ترسیل کرنا، اس پورے عمل کی تکمیل کے لیے تربیت اور مسلسل مشق کی ضرورت ہوتی ہے اور یہی ناظمین کی کارکردگی کا پیمانہ ہوتا ہے۔

اداروں، جماعتوں اور تنظیمات کے اہداف کی کامیابی کا 75% دارومدار، ناظمین کے دورہ جات،

معائنہ (inspections) اور دورے کے نتائج کی اثر انگیزی (effectiveness) پر ہوتا ہے۔ اس لیے ہر ادارہ کے اہم ترین وظائف اور فرائض میں دورہ جات اور دورہ جاتی رپورٹس کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ اہم ترین کام فقط ''سفر، خطاب اور واپسی'' تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اس سے بہت اہم نتائج کا حصول مقصود ہوتا ہے۔

دورہ جاتی رپورٹس سے نتائج حاصل کرنے کی حقیقی ذمہ داری ناظم اعلیٰ کی ہوتی ہے۔ جس کے ماتحت ایک خاص جائزہ کمیٹی (performance evaluation committee) ہمہ وقت تجزیاتی مطالعہ کے اہم کام میں مصروف رہتی ہے۔ ناظمین کے دورہ جاتی رپورٹس کے جائزوں کی بنیاد پر مستقبل کی منصوبہ سازی کی جاتی ہے اور انہی کے ذریعے اندرونی اور بیرونی ماحول میں کام کرنے اور مشاہدہ کرنے والوں کے حقیقی جذبات اور احساسات کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ لہذا ہر ناظم کی خاص ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے دورہ جاتی رپورٹ میں صحیح حقائق کی نشاندہی کرے اور اپنے ماتحت شعبہ جات اور تنظیمات کی کارکردگی کو اجاگر کرنے کی خاطر صحیح حالات کو نظر انداز کرنے اور حقائق کی پردہ پوشی کرنے سے احتراز کریں۔

دورہ جات کو کیسے موثر بنایا جائے؟

کسی بھی تنظیم کا دورہ اور معائنہ سے پہلے متعلقہ تنظیم کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ دورہ پر روانہ ہونے سے پہلے دورہ اور معائنہ کے مقاصد، مرکز کے متعیّن اہداف، متعلقہ تنظیم اور عہدیداران کے لیے مقرر کردہ اہداف اور اہداف کی مدتِ تکمیل وغیرہ کے بارے میں مکمل کوائف نامہ (check-list) قبل روانگی تیار کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ذیل میں تنظیمات کے دورہ جات کو موثر بنانے کے لیے چند اہم قابلِ معائنہ امور کی نشاندہی کی جارہی ہے جو دورہ کرنے والے مرکزی ناظمین، فورمز کے صدور اور ہر بالائی تنظیم کے عہدہ داروں کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ ان امور کی روشنی میں وُہ معائنہ کروانے والی تنظیم کو دورہ سے پہلے مطلوبہ معلومات تیار رکھنے کی ہدایات ارسال کرتے ہیں:

۱۔ تنظیم کی مکمل معلومات بحوالہ عہدہ داران، مدت تقرری، فورمز کے عہدہ داروں کی ذمہ داریاں، اہداف، ہر متعلقہ تنظیم اور فورم کی کیفیت ممبرشپ، پی پی حلقہ جات کی سطح تک مکمل معلومات۔

۲۔ ڈویژنل نگران کی ذمہ داریاں، مدت تقرری، اہداف اور ماہانہ نتائج

۳۔ معائنہ کے رجسٹر، کاغذات (تمام فورمز) کی فہرستیں جائزہ، تاثرات، تجاویز و سفارشات

۴۔ مالیات، بجٹ، آڈٹ رپورٹس، آمد وخرچ، اخراجات، موصولہ ہدیات وعطیات کی تفصیلات

۵۔ غیر فعال رفقاء، اراکین (defaulters) کی تفصیلات، ماہانہ شرح بحالی، نادہندگان اور غیر فعال رفقاء و اراکین کی فہرست اور ان سے رابطوں کی بحالی کی سکیم پر عملدرآمد کی شرح

۶۔ ریگولر رفقاء و اراکین، تعداد، نام، پتہ جات، فون نمبر وغیرہ، شرح رابطہ اور زرِ اعانت رفقاء کا رجسٹر

۷۔ مقامی تنظیمات کے تنازعات، انکوائری رپورٹس اور اُن کے نتائج

۸۔ مرکزی اور صوبائی عہدیداران کا ذیلی تنظیمات کا آڈٹ کرنا اور کسی مالیاتی بے قاعدگی کی صورت میں مرکزی آڈٹ برانچ سے آڈٹ کروانا

۹۔ عہدہ داران کے چارج لینے دینے کی فائلیں، پوسٹنگ ٹرانسفر کے نوٹیفیکیشنز کی تفصیلات اور ان پر عملدرآمد

۱۰۔ مرکز، ڈویژن ضلع، شہر، وارڈ یونٹس میں مقامی عہدیداروں کے دورہ جات، معائنہ کے مقاصد، نتائج، مختلف امور کی تفصیلات کی رپورٹس اور شرفاء علاقہ سے

رابطوں کی تفصیل اور نتائج

۱۱۔ مقامی عہدیداروں کی علاقہ کے مشہور معززین وشرفاء سے ملاقاتیں اور دعوت کی تفصیلات اور شرح شمولیت

۱۲۔ مرکز اور ذیلی تنظیمات سے خط وکتابت اور ماہانہ کارکردگی رپورٹس کی ترسیل اور ان کا ریکارڈ

۱۳۔ مقامی اخبار و جرائد میں لوکل تنظیمات کے خبروں کی تاریخ وار اشاعت، بیانات، پوسٹرز، ہینڈ بلز کی شرح اور صحافیوں و کالم نویسوں سے ملاقاتوں کی شرح

۱۴۔ مقامی مجلس عاملہ کی ہفتہ وار، ماہانہ یا ہنگامی میٹنگز کی کاروائی و فیصلہ جات کی شرح

۱۵۔ پرائمری و ماڈل سکولز بلحاظ دیہہ، شہر، تعداد طلباء، اساتذہ، بمعہ مختصر تاریخ اور تازہ معلومات، سکول کونسلرز کی میٹنگز بحوالہ MES اور تفصیلات آمدن و اخراجات کا معائنہ

۱۶۔ مہمات زکوٰۃ، چرمہائے قربانی (بحوالہ ویلفیئر فاؤنڈیشن) کے نتائج و تفصیلات

۱۷۔ مقامی محافل ذکر ونعت، دعوت و ترغیب شرکت ادارہ، تعداد شرکاء اراکین، رفقاء و عہدہ داران اور بموقع خاص مرکزی تقریبات مثلاً روحانی اجتماعات میلاد النبی اور اعتکاف وغیرہ

۱۸۔ مقامی تنظیمات میں تربیتی نشستیں اور تعداد شرکاء و عہدیداران، ماہانہ شرح موازنہ

۱۹۔ مرکزی و مقامی بالائی عہدہ داران کے دورہ جات پر ذیلی تنظیمات میں تربیتی، تنظیمی و انتظامی نشستیں اور تعداد شرکاء اور نتائج

۲۰۔ مقامی ذیلی تنظیمات کے امور متفرقہ، مسائل، مقامی عہدہ داران کی تجاویز و آراء اور بالائی عہدہ داران کا مسائل کے حل کے لیے اقدامات نیز سابقہ ہدایات پر عمل درآمد کا جائزہ

☆ معائنہ کرنے والے ناظم، ہر آئیٹم پر اپنے تاثرات اور ہدایات (guidance) اپنے دورہ رپورٹ (tour report) میں اعدادی تفصیلات (tabulated form) یا جہاں ضروری خیال کیا جائے بیانیہ یا تشریحی (narative form) تفصیلات درج کریں اور استعمال شدہ ٹرانسپورٹ کی تفصیلات لاگ بکس کے علاوہ دورہ رپورٹ میں بھی درج کریں۔

☆ معائنہ کرنے والے افسر (officer on tour) کے لیے لازم ہوتا ہے کہ وہ ذیلی تنظیمات کے مختلف فورمز کی کارکردگی کا عمومی جائزہ اور ان کی تمام تجاویز و سفارشات کا اندراج دورہ جاتی رپورٹ میں ضرور کریں اور مرکز پر اپنے فورم اور سنٹرل ورکنگ کونسل میں پیش کریں تا کہ ان کی روشنی میں مستقبل کی پالیسی مرتب کی جاسکے۔

☆ دورہ کرنے والے افسر کے لیے لازم ہوتا ہے کہ دورہ کے اختتام پر وہ اپنے دورہ کی رپورٹ اعلیٰ حکام کو دینے کے علاوہ اُس کی کاپی اخراجات کے بل (expenditure bills) کے ساتھ نظامت مالیات میں بھی جمع کرے۔

☆ ہر مرکزی ناظم اور فورمز کے صدور مرکزی سیکرٹریٹ سے جاری کردہ ہدایات، سرکلرز، نوٹیفیکیشنز کا باقاعدہ ریکارڈ رکھیں، عہدیدار ہر وقت ان کا مطالعہ کریں۔ شکوک و شبہات اور ابہام پیدا ہونے کی صورت میں ہدایات جاری کرنے والے افسر مجاز سے گفتگو کرکے مسئلہ کی توضیح (clarity) حاصل کریں۔

ہر سطح کے معائنہ افسر (officer on tour) کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورہ کی رپورٹ (tour report) کو زیادہ زیادہ پر اثر اور معنی خیز بنائیں اور تاریخ اور وقت کے اندراج کے ساتھ ضروری حوالہ جات ضرور بضرور درج کریں۔

❁❁❁❁❁

وہ شخص ہماری امت میں سے نہیں جو چھوٹے بچوں پر شفقت نہ کرے (حدیث)

گھریلو ملازمین پر تشدد۔ ایک معاشرتی المیہ

محمد احمد طاہر

پاکستانی معاشرے کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ معاشرہ کئی طبقات میں بٹ چکا ہے۔ Haves (امیر لوگ) اور Haves Not (غریب لوگ) کے درمیان ایک واضح لائن لگ چکی ہے۔ امراء اور متمول گھرانوں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں جینے کا حق صرف ہمیں ہے۔ غرباء اور ناکس ومحتاج لوگ جینے کا حق نہیں رکھتے۔ یہ امراء اپنے مال اور طاقت کے نشے میں اتنے دھت ہیں کہ اپنے گھروں میں رکھے ملازمین پر بے جا رعب جھاڑتے ہیں اور ناجائز سختی کرنا تو اپنا حق تصور کرتے ہیں۔ ان ظالموں پر شیطان اس قدر حاوی ہوچکا ہے کہ گھروں میں کام کرنے والے چھوٹے بچوں اور بچیوں پر بھی تشدد کرتے ہیں۔ آئے روز اخبارات کی شہ سرخیوں میں اور Tv چینلز کے ذریعے ایسے کئی واقعات نشر ہوتے ہیں۔

تشدد کے یہ دلخراش واقعات ہر پاکستانی کے سر کو شرم سے جھکا دیتے ہیں۔ غریب لوگ بے چارے اپنی معاشی مجبوری کی بناء پر اپنے چھوٹے بچوں کو ان امراء کے گھروں میں ملازم رکھواتے ہیں جبکہ یہ بدبخت اور بدطینت لوگ ان کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان بچوں کا استحصال کرتے ہیں۔

بچے انسانی معاشرے کا ایک اہم جزو ہیں۔ دیگر افرادِ معاشرہ کی طرح ان کا بھی ایک اخلاقی مقام اور معاشرتی درجہ ہے۔ بہت سے امور ایسے ہیں جن میں بچوں کو تحفظ درکار ہوتا ہے۔ ریاست، آئین اور قانون جس طرح ہر انسان کے بنیادی حقوق کی پاسداری کرتے ہیں، اسی طرح بچوں کو بھی ان کے حقوق کی ادائیگی و حفاظت کی ضمانت دیتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے بچے کی زندگی کو قانونی حق عطا کیا ہے۔ بچے کی زندگی کا آغاز مرحلۂ ''جنین'' سے ہوتا ہے۔ اسلام نے اس مرحلے سے بچے کے لئے زندگی کے حق کو قانونی حیثیت عطا کی ہے۔ استقرارِ حمل کے چار ماہ بعد رحمِ مادر میں موجود بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ اس وقت حمل ضائع کرنا رحمِ مادر میں بچہ کو قتل کرنا ہے۔ یہ قتل، قتلِ انسانی کے مترادف ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ جو دین رحمِ مادر میں موجود بچے کے حقوق متعین کرتا ہے، وہ دین بچے کی پیدائش کے بعد تو بدرجہ اولیٰ اس کے حقوق کا ضامن ہوگا۔

دینِ اسلام بچوں کے حقوق کا محافظ

آیئے! بچوں کے حقوق کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کے فرامین کا مطالعہ کریں تاکہ ہم میں سے ہر شخص اسلام کے دامنِ امن و رحمت کی وسعت کو جان سکے اور گھریلو ملازمین پر ہونے والے تشدد کے اس خاص رویہ کا سدِّ باب ممکن ہوسکے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں، وہ مجھ سے کچھ مانگتی تھی۔ اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں نے اس کو وہی دے دی۔ اس نے (ماں نے) کھجور دونوں بیٹیوں

میں تقسیم کردی اور پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ بُلَى مِنْ هٰذِهِ الْبنات شيئًا، فاحسن اليهن، كن له سترًا مِنَ النَّار.

’’جو کوئی بیٹیوں کے ذریعے آزمایا گیا اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا تو یہ اس کے لئے دوزخ سے حجاب بن جاتی ہیں‘‘۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، رقم:۵۶۴۹)

☆ دین اسلام تو ہر بڑے سے ادب اور چھوٹے سے شفقت سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيعرف حَقَّ كبيرنَا. (حاکم، المستدرک، رقم:۲۰۹)

’’وہ شخص ہماری امت میں سے نہیں (یعنی اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے) جو ہماری امت میں چھوٹے بچوں پر رحمت و شفقت نہ کرے اور بڑے لوگوں کے حقِ ادب کو نہ پہچانے (یعنی ان کا ادب و احترام بجا نہ لائے)‘‘۔

اس حدیث نبوی ﷺ پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی نے اپنی مایہ ناز تصنیف ’’اسلام میں محبت اور عدم تشدد‘‘ میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

’’غور کریں کہ آقا ﷺ نے لَيْسَ مِنَّا کے ذریعے کتنی سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ چھوٹوں پر رحمت و شفقت اور بڑوں کی تعظیم و تکریم نہ کرنے والے شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ درحقیقت آقا ﷺ نے اس فرمان کے ذریعے امت کو نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی ایسی تعلیم دی ہے جو تمام انسانی اقدار کی جامع ہے۔

کفار کے بچوں سے بھی سختی کی ممانعت

اسلام دینِ رحمت اور دین عفو و درگزر ہے۔ دین اسلام نے جہاں زندگی کے ہر گوشے کی مکمل ہدایات دی ہیں وہاں جنگ لڑنے کے اصول و ضوابط بھی بڑے واشگاف الفاظ میں عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے دورانِ جنگ جو اصول وضوابط دیئے ہیں، ان میں بڑے واضح الفاظ میں بچوں کے قتل کی ممانعت کے احکامات آئے ہیں۔

حضرت امام مسلم اپنی الصحیح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے تحریر فرمایا:

وان رسول الله ﷺ لم يكن يقتل الصبيان فلا تقتل الصبيان. (صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، رقم:۱۸۱۲)

’’بے شک حضور نبی اکرم ﷺ (یعنی عہد نبوی کی مسلم فوج) دشمنوں کے بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے۔ سو تم بھی بچوں کو قتل نہ کرنا‘‘۔

اس سلسلے میں دوسری روایت ملاحظہ فرمائیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے بڑے سخت کلمات کے ذریعے صحابہ کرامؓ کو غیر مسلموں کے بچے قتل کرنے سے منع فرمایا اور ان کلمات کو تاکیداً دہرایا۔ حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

’’ہم ایک غزوہ میں شریک تھے (ہم لڑتے رہے یہاں تک) کہ ہمیں غلبہ حاصل ہوگیا اور ہم نے مشرکوں سے قتال کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لوگوں نے بعض بچوں کو بھی قتل کر ڈالا۔ یہ بات حضور نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’’ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ جن کے قتل کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے بچوں تک کو قتل کر ڈالا؟ خبردار! بچوں کو ہرگز قتل نہ کرو، خبردار! بچوں کو ہرگز قتل نہ کرو‘‘۔ (نسائی، السنن الکبریٰ، کتاب السیر، رقم:۸۶۱۶)

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! (ﷺ) کیا وہ مشرکوں کے بچے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے بہترین لوگ بھی مشرکوں کے بچے نہیں تھے؟

مندرجہ بالا تصریحات سے یہ بات خوب واضح ہوجاتی ہے کہ دین اسلام بلا امتیاز رنگ و نسل اور دین و مذہب ہر بچے کی زندگی کی حفاظت پر زور دیتا ہے۔

کم عمر ملازمین پر تشدد کی ممانعت

بعض اوقات ہم یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہمارے ملازمین ہمارا نقصان کرتے ہیں یا یہ ملازمین سلیقہ مند نہیں ہیں یا وہ وفا شعار نہیں، اس صورت حال میں ہمیں انہیں آزاد کردینا چاہئے یا انہیں ملازمت سے برخاست کردینا چاہئے۔ تاہم یہ کسی صورت بھی جائز نہیں کہ انہیں ان کے معمولی جرائم کی پاداش میں غیر معمولی سزا دیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوعلی سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''ایک لونڈی کے سوا ہمارا کوئی غلام نہ تھا۔ ہم میں سے سب سے چھوٹے نے اس کو ایک طمانچہ مار دیا تو حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس لونڈی کو آزاد کردیں''۔

یعنی محض ایک تھپڑ مارنے پر آقا ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس سنگین جرم کے ارتکاب کی تلافی کی یہ صورت عطا فرمائی کہ اس لونڈی کو آزاد کردیا جائے جبکہ ہم نجانے کس کس طرح کے ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں حالانکہ یہ ہمارے زرخرید غلام/نوکر بھی نہیں ہوتے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اپنے غلام کو ایسے جرم کی سزا دی جس کا اس نے ارتکاب نہیں کیا یا اسے طمانچہ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کردے''۔

ملازمین کو مارنے کی سزا دوزخ کا عذاب

ہمارا معاشرہ اس قدر بگاڑ کا شکار ہوچکا ہے کہ ہر بڑا اور وڈیرہ معمولی معمولی کوتاہیوں پر اپنے گھریلو ملازمین پر بہت زیادہ تشدد کرتے ہیں۔ ان ظالموں نے اپنی نجی جیلیں اور قید خانے قائم کررکھے ہیں جہاں پر ان معصوم، غریب اور بے کس لوگوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ ان ظالموں اور جابروں کو خبر نہیں کہ وہ ایسا کرکے اپنے اوپر دوزخ کی آگ واجب کررہے ہیں۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ ایک ایسی طاقت بھی ہے جو ہم پر سب سے بڑھ کر اختیار و طاقت رکھتی ہے اور اس سے ہمارا کوئی بھی عمل مخفی نہیں ہے۔

حضرت ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ لیا اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

اعلم ابا مسعود! ان الله اقدر علیک منک علی هذا الغلام.

''اے ابومسعود! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جتنی قدرت تمہیں اس غلام پر حاصل ہے، اس سے زیادہ تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ قدرت والا ہے''۔

حضرت ابا مسعود کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ہیبت سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر پڑا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (ﷺ) وہ غلام خدا کے لئے آزاد ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم ایسا نہ کرتے تو تمہیں آگ جلاتی یا فرمایا: تمہیں آگ چھولیتی''۔

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الله یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا.

''اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں''۔ (صحیح مسلم)

مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہوا کہ اپنے ماتحتوں پر ناجائز یا حد سے زیادہ تشدد اور ظلم دوزخ کے عذاب کا باعث بنتا ہے۔ اگر ان سے کوئی معمولی جرم سرزد ہو یا معمولی کوتاہی ہو تو اس سلسلے میں قرآن حکیم ہماری رہنمائی کرتے ہوئے مومن کی پہچان بتاتا ہے کہ

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ. (آل عمران:۱۳۴)

''اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں''۔

اسی قرآنی حکم کے تحت انہیں معاف کردیں یا انہیں نوکری سے برخاست کردیں یا قانون کے حوالے کردیں مگر ازخود ہمیں منصف بن کر سزا دینے کا کوئی اختیار نہیں۔

❁❁❁❁❁

ملک کو درپیش سنگین مسائل اور حکومتی ایوانوں کا رویہ

نور اللہ صدیقی☆

دہشت گردی کے ناسور نے سیاست، معیشت، مذہب قومی سلامتی سمیت زندگی کے ہر شعبہ کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ جہاں تک سیاست کے متاثر ہونے کا سوال ہے تو یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ دہشت گردی کی کھل کر مخالفت کرنے والی سیاسی جماعتوں اور شخصیات کے لیے مناسب حفاظتی اقدامات کے بغیر آزادانہ نقل وحمل اور معمولات زندگی کی انجام دہی ممکن نہیں رہی جس کی وجہ سے سیاسی و جمہوری عمل پر انتہائی مضر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ 2008ء اور 2013ء کے عام انتخابات میں بعض جماعتیں اور ان کی قیادت دہشت گرد حملوں کے خوف سے انتخابی مہم تک نہ چلا سکیں جس کا فائدہ مخصوص سوچ کے حامل امیدواروں اور جماعتوں نے اٹھایا۔ ایسے ماحول میں ہونے والے انتخابات کو ہرگز ہرگز غیر جانبدارانہ اور فیئر اینڈ فری قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح دہشتگردی کے واقعات کے باعث ملکی معیشت کا بھٹہ بھی تقریباً بیٹھ چکا ہے۔

معیشت کی زبوں حالی

ہر سال 5 ارب ڈالر کے لگ بھگ قومی معیشت کو نقصان پہنچ رہا ہے اور اس وقت ملک قرضوں کے سہارے چل رہا ہے۔ حکومت معیشت کے استحکام کے لیے جعلی سروے شائع کروا رہی ہے جس کا بھانڈا سکیورٹی ایکسچینج کمیشن کی رپورٹ میں پھوٹ چکا ہے کہ سٹاک مارکیٹ کی تیزی مصنوعی اور چند جواریوں کی منصوبہ بندی کا شاخسانہ ہے۔ دہشتگردی کے واقعات کے باعث غیر ملکی سرمایہ کار اور سرمایہ کاری برائے نام رہ گئی ہے۔

دہشتگردی اور حکمرانوں کی سنجیدگی

خوف اور دہشت کا یہ عالم ہے کہ فوج، رینجرز، ملکی ایجنسیوں اور پولیس نے تمام توانائیاں صرف کر کے پی ایس ایل کا ایک میچ منعقد کروایا اور اس پر حکومتی صفوں میں جشن کا سماں ہے۔ یہ جشن اندرونی خوف اور کمزوری کو نمایاں کرنے کے لیے کافی ہے۔ دہشتگردوں نے ہم سے کیا چھینا؟ یہ جاننے کیلئے وزارت داخلہ کی طرف سے سینیٹ میں پیش کی جانے والی رپورٹ کا مطالعہ ضروری ہے:

رپورٹ میں حکومت نے اعتراف کیا ہے کہ دہشت گردی کا جن 60 ہزار انسانی جانیں نگل چکا ہے جبکہ میڈیا کے آزاد ذرائع کا دعویٰ ہے کہ یہ تعداد 1 لاکھ سے زائد ہے۔ سوال وہی ہے کہ ملک حالت جنگ میں ہے، کیا اس بحران کی نزاکت اور سنگینی کو حکمران بھی محسوس کر رہے ہیں؟ حکمرانوں کی سنجیدگی کا اندازہ ان کے بیانات سے نہیں بلکہ عملی اقدامات سے ہوتا ہے گا مگر افسوس اس ضمن میں حکومتی دعوؤں کے برعکس زمینی حقائق انتہائی تلخ ہیں۔ ان حالات اور حقائق کی روشنی میں قائد عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے اس Narrative سے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی کہ موجودہ حکمرانوں اور کالعدم تنظیمات اور گروپس میں ایک مفاہمت ہے اور اس مفاہمت کا فائدہ حکمرانوں

☆ چیف ایڈیٹر مجلہ

کے ساتھ ساتھ دہشتگرد گروپوں کو بھی پہنچ رہا ہے۔

قائد عوامی تحریک کا استدلال ہے کہ پنجاب میں درجنوں ایسے قومی و صوبائی حلقے ہیں جہاں مذہب کے لبادے میں انتہا پسندی کو تحفظ اور راستہ دینے والے ووٹرز کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ یہ ووٹرز دہشتگردوں کے لیے نرم گوشہ رکھنے والے امیدواروں کی جیت میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں اور پھر برسراقتدار آنے کے بعد یہ حکمران ان کالعدم تنظیموں کے خلاف آپریشن اور انتہائی اقدام سے گریزاں رہتے ہیں۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار پیس کی چشم کشا رپورٹ

پاکستان انسٹیٹیوٹ فار پیس سٹڈیز کی جاری ہونے والی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق پنجاب میں 107 مذہبی تنظیموں کے ہیڈ کوارٹر ہیں۔ صرف صوبائی دارالحکومت لاہور میں 71 ہیڈ کوارٹر ہیں۔PIPS کی اسی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پنجاب میں پنجابی طالبان کے 23 گروپ مصروفِ عمل ہیں۔

دہشتگردی کی جنگ اور فیصلوں میں عدم تسلسل

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پنجاب میں آپریشن نہیں ہونے دیا گیا۔ سابق آرمی چیف جنرل راحیل شریف جنہوں نے شہرہ آفاق قومی ایکشن پلان اور آپریشن ضرب عضب کی داغ بیل ڈالی اور دہشتگردوں کی کمر توڑنے میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے مگر ان کے رخصت ہوتے ہی دہشتگردوں کو کمر سیدھی کرنے کا موقع مل گیا۔ اب ان کی کمر پر کاری وار کرنے کے لیے آپریشن ردالفساد لانچ کر دیا گیا ہے، جو جاری ہے۔ بہرحال جنرل راحیل شریف کے دور میں ہر دن یہی سنتے رہے کہ پنجاب میں رینجرز آپریشن کی منظوری کیلئے سمری وزیراعلیٰ پنجاب کی میز پر پڑی ہے اور منظوری کے بعد کسی لمحے پنجاب میں آپریشن کا آغاز ہو جائے گا مگر ایسا نہ ہو سکا۔

قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا یہ کہنا زمینی حقائق کے عین مطابق ہے کہ جب تک ام الفساد پنجاب میں آپریشن نہیں ہوگا، اس وقت تک آپریشن ضرب عضب ہو یا آپریشن ردالفساد مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہونگے۔ اس ضمن میں کچھ عوامل اور اقدامات ایسے ہیں جو فوری عملدرآمد کے منتظر تھے مگر عمل نہ ہو سکا۔ مثلاً:

۱۔ ملک حالت جنگ میں ہے، دہشت گردوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے فوجی عدالتیں ناگزیر ہیں۔ انہیں فوری توسیع دینے کے بجائے متنازع بنا دیا گیا۔

۲۔ قومی ایکشن پلان پر عمل ہونا چاہیے تھا جو نہیں ہوا۔ اس حوالے سے جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کمیشن کی رپورٹ موجود ہے۔ اس میں ایکشن پلان کو ناکام بنانے والوں کے نام اور پتے درج ہیں مگر آج کے دن تک جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کمیشن کی رپورٹ پر عمل نہیں ہوا۔

۳۔ نیوز لیکس کے ذریعے قومی سلامتی کے ادارے اور قومی سلامتی پر براہ راست حملہ کیا گیا، یہ حملہ وزیراعظم ہاؤس کے اندر سے ہوا، اس کے ذمہ دار کون لوگ ہیں؟ تاحال اس انکوائری کی رپورٹ منظر عام پر نہیں آئی۔ 9 مارچ 2017ء کو کور کمانڈر کانفرنس میں نیوز لیکس کا معاملہ زیر بحث آیا لیکن تاحال رپورٹ منظر عام پر نہیں آئی۔ کیا رپورٹ آنے میں اتنی تاخیر ہونی چاہیے تھی؟ وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے واضح کر دیا ہے کہ نیوز لیکس کی رپورٹ پر عملدرآمد وزیراعظم کی صوابدید پر ہے۔

۴۔ اسی طرح کلبھوشن کے خلاف عالمی سطح پر کارروائی کے لیے منظّم سفارتی مہم کی ضرورت تھی جو نظر نہیں آئی۔

۵۔ سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے حکمران خاندان کی شوگر ملوں میں خصوصی اجازت ناموں پر بھارتی انجینئرز اور ٹیکنیکل عملہ کی نشاندہی کی اور ثبوت بھی دیئے مگر اس پر بھی کارروائی اور حکومت کی وضاحت سامنے نہیں آئی۔

جب تک قومی سلامتی کے اس طرح کے انتہائی سنجیدہ

وتوجہ طلب امور تماشا بنے رہیں گے، دشمن اپنا کھیل کھیلتا رہے گا۔

حساس اضلاع کی جیومیپنگ اور قومی سلامتی

ایک اہم سوال قومی سلامتی کے محافظ جملہ اداروں اور پارلیمنٹ سے ہے کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کا جیو میپنگ غربت سروے کا ٹھیکہ غیرملکی کمپنیوں کو دیا گیا ہے، یہ کمپنیاں سی پیک سے ملحقہ اضلاع کے گھر گھر کا سروے کررہی ہیں، یعنی ہر گھر کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ اور ڈیٹا غیرملکی کمپنیوں کے حوالے ہورہا ہے اور ابتدائی طور پر اس پائلٹ پراجیکٹ کا آغاز ان 16 اضلاع سے کیا جارہا ہے جو سی پیک راہداری منصوبے سے ملحقہ ہیں۔ اس جیو میپنگ سروے کے لیے سیٹلائٹ اور کمپیوٹرائزڈ ٹیبلٹ کا سہارا لیا جارہا ہے۔ سروے کے لیے غیرملکی ڈونرز ادارے فنڈنگ اور معاونت کررہے ہیں اور اس سروے کے تحت ملک کے ہر گھر کی سیٹلائٹ میپنگ ہورہی ہے۔ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ بی آئی ایس پی غیرملکی کنسلٹنٹ، مشاورتی فرمز اور این جی اوز کی خدمات حاصل کررہی ہے۔ اس سروے میں آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے گھر بھی شامل ہیں۔

محبِّ وطن دانشوروں اور آنکھیں کھلی رکھنے والے صحافیوں کالم نویسوں کو ڈر ہے یہ ڈیٹا دشمن ملکوں کے ہاتھ لگ سکتا ہے اور سیٹلائٹ نقشوں کے حامل اس ڈیٹا کو ڈرون حملوں کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال قومی سلامتی کے اداروں کو قومی سلامتی کے حامل فیصلوں پر نگاہ رکھنی چاہیے۔ محبِّ وطن عوام میں حکومتی رویے اور فیصلوں پر تشویش ہے۔ یہاں قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا کہا ہوا جملہ نقل کرنا بے محل نہ ہوگا کہ ''موجودہ حکمرانوں کے ہوتے ہوئے اس ملک کی سلامتی کو انصاف نہیں مل رہا کسی اور کو کیا ملے گا؟''

دہشتگردی سے نجات کیسے ممکن ہے؟

دہشت گردی سے نجات کے لئے درج ذیل اقدامات ناگزیر ہیں۔ شیخ الاسلام وقتاً فوقتاً عوام اور مقتدر اداروں کی توجہ اِن اقدامات کی طرف دلواتے رہتے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہوئے بغیر دہشت گردی سے نجات ممکن نہیں:

۱۔ قومی ایکشن پلان کی متفقہ قومی دستاویز کی ہر شق پر عمل کیا جائے۔

۲۔ قومی ایکشن پلان کے خلاف مجرمانہ کردار ادا کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

۳۔ دہشت گردی کی تعریف کے حوالے سے پارلیمنٹ قرارداد منظور کرے۔ تعریف کے تعین کے ضمن میں مکہ ڈیکلریشن سے استفادہ کیا جائے جس پر 56 اسلامی ممالک نے دستخط کیے۔ اس ضمن میں سربراہ عوامی تحریک کی طرف سے انسداد دہشتگردی اور فتنہ خوارج کے نام سے ایک مبسوط فتویٰ بھی جاری کیا گیا ہے اس سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ کالعدم تنظیموں اور دہشت گردوں کے لیے نرم گوشہ رکھنے والے سیاسی ہاتھ توڑے جائیں۔

۵۔ فوجی عدالتوں کو توسیع اور پنجاب میں ایسا فوجی آپریشن کیا جائے جس کا ریموٹ کنٹرول سول حکومت کے ہاتھ میں نہ ہو۔

۶۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن، سانحہ بلدیہ جیسے کیسز پر جلد اور فوری فیصلے کیے جائیں اور ذمہ داروں کو لٹکایا جائے۔

۷۔ عدالتی، ادارہ جاتی اصلاحات سمیت انتخابی اصلاحات، گڈ گورننس، کرپشن کے خاتمے، قومی وسائل کی منصفانہ تقسیم اور آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے مطابق امیدواروں کی سکروٹنی یقینی بنائی جائے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ کیس تازہ ترین صورت حال

10 مارچ 2017ء کو آئی جی پنجاب لاہور ہائیکورٹ سے اے ٹی سی کی طرف سے طلب کیے جانے کے آرڈر

پر معطلی کے احکامات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سے قبل شریف برادران کو اے ٹی سی کی طرف سے طلب نہ کیے جانے کے حوالے سے قانونی ریلیف ملا۔ اس کے فوری بعد گلو بٹ کو باعزت رہائی کی صورت میں ریلیف ملا اور اب آئی جی پنجاب کو اے ٹی سی میں حاضری سے استثنٰی کے حوالے سے عبوری ریلیف ملا ہے۔ آئی جی کو ملنے والے عبوری ریلیف کی قابل ذکر بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں پراسیکیوشن ملزم کے بجائے مظلوم کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے مگر سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس میں پراسیکیوشن ملزم آئی جی کے ساتھ کھڑی ہوئی اور اس نے آئی جی کی اپیل کو چیلنج نہیں کیا جو انصاف کے خون کے مترادف ہے۔

سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا یہ صائب سوال ہے کہ 14 شہداء اور 100 زخمیوں کے ورثاء کو ریلیف بشکل قصاص کب ملے گا؟ آئی جی کو ریلیف ملنے کے حوالے سے قابل ذکر بات یہ ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ کیس کے مدعی اور شہداء کے ورثاء کو کسی قسم کا کوئی نوٹس موصول نہیں ہوا۔ ریلیف دینے کے بعد نوٹس دیا گیا حالانکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کوئی روٹین کا کیس نہیں ہے بلکہ یہ 14 بے گناہ انسانی جانوں کی شہادت کا کیس ہے۔ اس پر متاثرہ فریق یعنی شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء اور مدعی کو سنا جانا چاہیے تھا۔ ہمارے عدالتی نظام کا یہ ایک تکلیف دہ پہلو ہے کہ یہاں پر ملزم کے قانونی حقوق ہیں اور وہ انہیں ملتے بھی ہیں مگر متاثرہ فریق انصاف کے حصول کیلئے نسل در نسل دربدر رہتا ہے جیسا کہ 28 ماہ گزر جانے کے بعد بھی سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کو تاحال انصاف نہیں ملا۔

عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن گزشتہ 2 سال سے مطالبہ کر رہی ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے واقعہ کو سمجھنے کیلئے جسٹس باقر علی نجفی کمیشن کی رپورٹ کا منظر عام پر آنا ضروری ہے اگر ہماری عدلیہ کے معزز جج جسٹس باقر علی نجفی کمیشن کی رپورٹ کو منظر عام پر لائے جانے کا حکم دے دیں تو اس کیس کو سمجھنے اور حل کرنے میں بھرپور مدد مل سکتی ہے۔

اس ضمن میں ذمہ داران سے ہماری اپیل ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے کیس کو روٹین کے کیس طور پر نہ دیکھا جائے۔ یہ ملکی تاریخ کا انتہائی اہم اور ریاستی دہشت گردی کا ایک بدترین واقعہ ہے۔ اس میں ٹرائل اور دیگر امور میں انتہائی باریک بینی کے ساتھ قانونی تقاضوں کو پورا ہونا چاہیے اور متاثرہ فریق کی تسلی ہونی چاہیے۔ تاحال ایف آئی آر کے اندراج سے لے تفتیش اور ٹرائل تک شہداء کے ورثاء کو لاتعداد سوالات اور بے شمار مسائل کا سامنا ہے۔

سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر طاہر القادری نے آئی جی کو ریلیف دیئے جانے پر ایک انتہائی اہم سوال کیا ہے کہ 17 جون 2014ء کے دن آئی جی پنجاب اپنے دفتر میں موجود تھے جبکہ ماڈل ٹاؤن میں ان کی فورس خون کی ہولی کھیل رہی تھی۔ 100 لوگوں کو گولیاں مارنے کے فیصلے سے اگر آئی جی لاعلم تھے تو کیا یہ فیصلہ کانسٹیبلوں اور حوالداروں نے کیا؟

یہ سوال بھی توجہ طلب ہے کہ سانحہ سے ایک گھنٹہ قبل آئی جی اپنے دفتر میں تھے انہوں نے پولیس کو فوری ہٹنے کا حکم کیوں نہ دیا؟ اور اس سارے سانحہ سے لاتعلق کیوں رہے؟ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو اس بات کا مکمل یقین ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن منصوبہ بندی کے ساتھ وقوع پذیر ہوا اور اس کی پلاننگ شریف برادران نے کی جبکہ عملدرآمد میں آئی جی سمیت وفاقی وزراء اور پولیس افسران شامل تھے۔ انسداد دہشتگردی کی عدالت نے پولیس افسران کی حد تک تو طلبی کے نوٹس کر دیئے، تاہم شریف برادران اور وزراء کی طلبی کیلئے عوامی تحریک کے وکلاء اپیل میں جائینگے۔ وکلاء کی طرف اپیل تیار کر لی گئی ہے، درج بالا تحریر کی اشاعت تک ہائیکورٹ سے رجوع کیا جا چکا ہوگا۔ بہرحال یہ 14 بے گناہ انسانی جانوں کا خون ہے جو کسی صورت رائیگاں نہیں جائیگا اور انصاف ہو کر رہے گا۔

❁❁❁❁❁

مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون؟

احسان حسن ساحر

مسلمانی کیا ہے اور مسلمان کون؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جسے سن کر ہر انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اہل دانش اور صاحب علم بتاتے ہیں کہ مسلمانی اور مسلمان میں بڑا فرق ہے۔ ایک شخص نے کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کرلیا مگر اس میں مسلمانی اس وقت آئے گی جب اس کے اعمال و افعال صالح اور اچھے ہوں گے۔ اگر اس کی روزمرہ کی زندگی کے معمولات، اس کا لین دین، اس کا کاروبار اور اس کی ملازمت اسلامی قوانین کے عین مطابق نہیں تو وہ اسلام قبول کرنے کے باوجود بھی فریب کاری، بددیانتی اور کذب بیانی سے کام لیتا ہے۔ وہ مسلمان تو ضرور ہے مگر مسلمانی کے اوصاف اور مسلمانی کا جوہر کامل ابھی اس میں پیدا نہیں ہوا۔ وہ مسلمان ہونے کے باوجود احکامِ ربانی کا پیروکار نہیں بلکہ صرف نام کا مسلمان ہے۔

اہل یورپ اور مشرقِ بعید کے لوگ ہر چند کلمہ گو نہیں مگر اخلاق و کردار اور کاروبارِ حیات میں وہ ہم سے کہیں بہتر ہیں۔ بظاہر وہ مسلمان نہیں مگر ''مسلمانی'' کے بیشتر اوصاف و کمالات ان میں پائے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں مسلمان تو بکثرت دکھائی دیتے ہیں مگر مسلمانی کا نام و نشان نہیں ملتا۔

☆ مسلمانی کیا ہے؟ مسلمانی نام ہے عدل و انصاف کا کہ ایک مسلمان حکمران رعایا کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ شہری کو بلا رشوت و سفارش عدل فراہم کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

☆ مسلمانی حقوق کی ادائیگی کا نام ہے کہ ایک صالح مسلمان ہر حالت میں حقوق کی پاسداری کرتا ہے۔ وہ اپنا حق چھوڑتا نہیں اور دوسرے کے حق پر غاصبانہ قبضہ نہیں کرتا۔

☆ مسلمانی معاشرہ کے ہر فرد کی تعلیم و تربیت، اس کے علاج معالجہ اور روزگار کے بندوبست کا نام ہے۔

☆ مسلمانی یہ ہے کہ معاشرہ میں مساوات قائم کی جائے اور ریاست کے ہر غریب اور امیر کو یکساں حقوق فراہم کئے جائیں۔

☆ مسلمانی اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ ریاست کے بے روزگار، محتاجوں اور مستحق طالب علموں کے وظائف کا اہتمام کیا جائے اور ان کو زندگی کی تمام سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔

☆ مسلمانی کمزوروں کو طاقت فراہم کرنے کا نام ہے۔ اس میں ضعیفوں اور ناداروں کو طاقتور اور سرمایہ داروں پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

☆ مسلمانی ہر شہری کو ذاتی رائے کے برملا اظہار کا حق عطا کرتی ہے۔ مسلمان معاشرہ میں ایک عام آدمی حکمران وقت اور خلیفہ المسلمین سے بلا خوف یہ پوچھ سکتا ہے کہ مال غنیمت کے مال میں سے آپ نے اپنا یہ لباس کیسے بنوایا؟ جبکہ اس کپڑے سے آپ کا لباس نہ بن سکتا تھا۔

☆ مسلمانی یہ ہے کہ سائل کو معقول جواب دے کر مطمئن کر دیا جائے، یہ نہیں کہ اس پر کوئی دفعہ لگا کر اسے گرفتار کروا دیا جائے۔

☆ مسلمانی یہ ہے کہ حکمران پر سوال کرنے پر کسی کو مورد

الزام ٹھہرا کر اس پر کوئی فرد جرم عائد نہ کی جائے کہ بھرے مجمع سے اسے کسی خفیہ ایجنسی کے اہلکار اٹھا کر لے جائیں اور اس جرات مندانہ سوال پر وہ پولیس کے جبر و تشدد کا نشانہ بنے۔

☆ مسلمانی یہ ہے کہ ہر شہری کو بولنے لکھنے اور ارباب اقتدار سے اختلاف کرنے کی مکمل آزادی ہو کیونکہ رعیت کے ہر فرد کا یہ بنیادی حق ہے۔

☆ مسلمانی قدرتی ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کا نام ہے۔ مسلمانی کا پابند مسلمان درختوں، پارکوں پودوں اور پھولوں کی حفاظت کرتا ہے اور وہ ان خوبصورت تفریحی مقامات میں جوس کے خالی پیکٹ، سگریٹ کی خالی ڈبیاں، آموں، کیلوں اور تربوز کے چھلکے نہیں پھینکتا۔ ان باغوں میں لہلہاتے ہوئے پودوں، گملوں اور کیاریوں کو نقصان نہیں پہنچاتا اور سڑکوں پر چلتے ہوئے پان کی سرخ پیک نہیں پھینکتا۔

☆ مسلمانی سراسر دیانت داری کا نام ہے۔ وہ کسی کو کم ماپنے اور تولنے نہیں دیتی اور نہ اس میں پورے دام لے کر دوسرے کو کم جنس دی جاتی ہے۔

☆ مسلمانی یہ ہے کہ ایک نمبر اشیاء ظاہر کر کے دو نمبر اشیاء فروخت نہ کی جائیں۔

☆ مسلمانی مضرِ صحت میڈیسن اور جعلی ادویہ فروخت کرنے کی قطعی اجازت نہیں دیتی۔ ایک سچی مسلمانی رکھنے والا مسلمان مرچوں میں سرخ برادہ، ہلدی میں پیلا رنگ اور دودھ میں کیمیکلز اور چھپڑوں کا پانی نہیں ملاتا۔

☆ مسلمانی ریاست کے حقوق و قوانین کے احترام کا نام ہے۔ سرکار کی طرف سے ہر جائز ٹیکس ادا کرنے کا نام ہے تاکہ ریاست کی معیشت مضبوط ہو۔

☆ مسلمانی وعدوں کی پاسداری اور رشوت نہ لینے کا نام ہے۔

☆ مسلمانی کو اپنانے والے مسلمانوں کے گھروں کے کچن، صحن، کمرے، باتھ روم اور اردگرد کا ماحول گندگی اور آلودگی سے پاک ہوتا ہے۔

☆ مسلمانی انسانوں کے علاوہ جانوروں سے بھی محبت و پیار کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے کا نام ہے۔ وہ اونٹ، گھوڑے، گدھے اور کتے بلیوں کی رسی ڈھیلی رکھنے کی تلقین کرتی ہے۔ اپنے علاج کے علاوہ ان بے زبانوں کے علاج کے لئے جدید شفاخانے بنانے کا حکم دیتی ہے۔

☆ مسلمانی کا پابند مسلمان ان محنت کش جانوروں پر اتنا ہی بوجھ ڈالتا ہے جتنا وہ آسانی سے اٹھا سکیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی اصول ہے کہ:

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا. (البقره، ۲۳۳)

”کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے“۔

وہ جانوروں ان پر تشدد بھی نہیں کرتا اور ان کی روٹی پانی کا خیال رکھتا ہے۔ مسلمانی یہ ہے کہ محض اپنی لذت شنائی کے لئے ننھے منے پرندوں کو اپنی شارٹ گنوں کا نشانہ بنا کر ان کی جان نہ لی جائے۔

☆ مسلمانی علم دوستی کا نام ہے۔ مسلم ممالک میں اعلیٰ درجہ کی درسگاہ اور جدید طرز کے کتب خانے ہوتے ہیں۔

☆ مسلمانی شاہراہوں پر سفر کے دوران ٹریفک قوانین اور ٹریفک سگنل کی پابندی کا نام ہے۔

☆ مسلمانی یہ ہے کہ سوئی گیس اور بجلی چوری نہ کی جائے۔ ایک سچا مسلمان کبھی چوری کی گیس پر کھانا پکاتا ہے اور نہ چوری کی بجلی سے روشن بلب کی روشنی میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ مسلمانی یہ نہیں کہ محافل میلاد اور دیگر دینی مجالس میں غیر قانونی بجلی لیکر استعمال کی جائے۔

☆ مسلمانی اس امر کی بھی اجازت نہیں دیتی کہ سرکاری اسٹامپ پیپرز پر جعلی انگوٹھے لگا کر دوسروں کی جائیدادوں پر ناجائز قبضہ کیا جائے۔ دین اسلام تو ہمیں یہاں تک خبردار کرتا ہے کہ جس نے کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کیا تو روز حساب زمین کے اسی ٹکڑے کو اس کے گلے کا طوق

بنا کر اسے عذاب میں مبتلا کردیا جائے گا۔ اس منظر کو دیکھنے والے کہہ اٹھیں گے کہ یہ ہے وہ غاصب جس نے فلاں کی زمین ہڑپ کرلی تھی۔

☆ مسلمانی یہ نہیں کہ معصوم بچے بچیوں کو اپنی جنسی ہوس کی بھینٹ چڑھا کر بعدازاں قتل بھی کردیا جائے۔

☆ مسلمانی یہ نہیں کہ لڑکیوں کی شادی قرآن سے کردی جائے۔

☆ مسلمانی بیماروں کی عیادت، ضعیفوں کی خدمت، بے سہاروں کی مدد کرنے کا نام ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں تو کسی ناگہانی حادثہ میں زخمی یا ہلاک ہونے والوں کی جیب سے رقم تک نکال لی جاتی ہے۔ ان کی گھڑیاں موبائل اور دیگر سامان اڑالیا جاتا ہے۔ مساجد عبادت گاہیں ہیں، مسلمانی یہ ہے کہ وہاں صرف عبادت کی جائے مگر یہاں تو نمازیوں کے جوتے اور مسجد کی ٹونٹیاں اور پنکھے تک اتار لئے جاتے ہیں۔

قرونِ اولیٰ میں فروغِ اسلام کیونکر ممکن ہوا؟

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے خلافتِ راشدہ اور اس سے کچھ عرصہ بعد تک کس طرح ترقی کی منازل طے کیں۔ اس لئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، اتبع التابعین، ائمہ و اسلاف کی تربیت سے کائنات کے اسرار و رموز اور دنیا کے سربستہ راز ان پر عیاں ہونے لگے۔ اسی مسلمانی کے جواہر نے ان کو وہ یادگار کمال اور عروج بخشا جو تاریخ اسلام کا ایک سنہرا باب بن گیا۔ کشور اسلامیہ کا ارضی رقبہ ایک روایت کے مطابق چودہ اور دوسری روایت کے مطابق بائیس لاکھ مربع میل تک پھیل گیا تھا۔ اسی مسلمانی کے جوہر نے ان کو صحراؤں کا مسافر اور سمندروں کا ماہر تیراک بنادیا بقول علامہ اقبال:

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑادیئے گھوڑے ہم نے

عروج و کمال اور مسلمانی کی اس عظیم انقلاب آفریں داستان کی شہادت تاریخ کا حرف حرف دیتا ہے۔ جب تک ان مردان حق میں مسلمانی کا کیمیائی عنصر موجزن رہا وہ علم، حلم، اخلاق، انسانیت اور آدمیت کا احترام اور عدل وانصاف کا بول بالا کرتے رہے۔ ان کے عروج کا شمس نصف النہار پر بڑی آب و تاب سے چمکتا دمکتا رہا مگر جونہی ان کی مسلمانی کا وہی جوہر زنگ آلود ہوکر کمزور ہونے لگا، انہوں نے اسلامی اور ربانی قوانین واحکام سے روگردانی کا عمل شروع کیا تو ان کا یہ جاہ و جلال، رعب و دبدبہ اور ہیبت عروج کی بلند چوٹیوں سے پھسلتا ہوا گمنام گھاٹیوں میں گم ہونے لگا۔ آج دنیا بھر کی مسلم امہ مسلمانی کے اسی زوال کی منہ بولتی داستان ہے۔

اس وقت دنیا میں تقریباً ایک ارب پچاس کروڑ کی کثیر تعداد رکھنے اور دنیا کے دو تہائی وسائل کے مالک ہونے کے باوجود امت مسلمہ اقوام عالم میں رسوا اور بے یارومددگار ہوکر رہ گئی ہے۔ کشمیر، افغانستان، عراق، فلسطین، برما اسی الم انگیز اساطیر کے عنوانات ہیں۔ مسلم امہ کو ان ممالک میں جتنا جانی و مالی نقصان پہنچایا گیا، اسی کمزور مسلمانی کا ہی نتیجہ ہے۔ دنیا میں باسٹھ ممالک اسلامیہ میں کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جو خودکفیل کہلائے۔

اس کے برعکس اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود اہل یورپ کے علاوہ چین، کوریا، تائیوان، سنگاپور اور مشرق بعید کے دیگر ممالک نے ''مسلمانی'' اپنا کر اسلامی قوانین کو ترجیحی درجہ دیا اور عہد رفتہ کے مسلمانوں کے کھوئے ہوئے عروج پر اپنا تسلط اور قبضہ جمالیا۔ ہم کلمہ گو مسلمان تو ضرور ہیں مگر مسلمانوں کے عظیم جوہر ''مسلمانی'' سے خالی ہیں جبکہ اہل مغرب اور اہل مشرق کلمہ گو تو نہیں مگر جوہر مسلمانی سے ہم سے کہیں آگے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ دیگر اقوام کے دست نگر ہیں۔

ہم کیسے ترقی کر سکتے ہیں---؟ ارتقائی سمتیں اور ترقی کے تمام راستے تو ہم نے خود بند کر دیئے ہیں۔ جب تک ہم اپنی عملی زندگی میں ''مسلمانی'' کو اختیار نہیں کریں گے، اسلامی منشور کے مطابق اپنی زندگیوں کا چارٹر مرتب نہیں کریں گے تو ذلت اور دہشت گردی کے طوفان بے گناہوں کو موت سے ہمکنار کرتے رہیں گے۔ اسلام تک رسائی کیسے کی جائے؟ اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ مسلمانی کو عملاً اختیار کیا جائے۔

آج سے چودہ سو سال پہلے ہم نے یہی طریقہ اختیار کیا تھا مگر چند صدیوں بعد اس طریقہ کو چھوڑ دیا۔ اس کے برعکس اہل مغرب نے اس طریقہ کو اختیار کیا۔ علم جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ مومن کی گمشدہ میراث ہے، آج یہی میراث کس کے قبضہ میں ہے---؟ ہاورڈ، آکسفورڈ، کیمرج، ہائیڈل برگ کی جامعات (یونیورسٹیاں) کن کے پاس ہیں---؟ سرطان (کینسر) شوگر، فشار خون (بلڈ پریشر)، ہیپاٹائٹس اور دیگر مہلک امراض کی خالص دوائیاں کون تیار کر رہا ہے---؟ مسلمان یا غیر مسلم---؟ ہم ملکی مصنوعات پر ہر لحاظ سے غیر ملکی مصنوعات کو کیوں ترجیح دیتے ہیں---؟ تین سو کی پاکستانی چیز کی بجائے بارہ سو کی جاپانی چیز کیوں خریدتے ہیں---؟ اس لئے کہ ان اقوام نے ہم سے ہماری میراث چھین کر اسے اپنی زندگیوں میں شامل کر کے ان چیزوں کے معیار کو بلند کیا۔

علم، تکنیک، تجارت، اخلاق، انسانی اقدار، وقت کی قدر، وعدے کی پاسداری، ہر طرح کی مصنوعات میں کھرا پن غرض ہر شعبہ زندگی میں وہ ہم سے آگے ہیں۔ کاش آج بھی مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہوجائے کہ اپنی گمشدہ میراث کو واپس لینے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں میں ''مسلمانی'' کا خالص جوہر پیدا ہوجائے تو وہ صرف نام کے ہی نہیں بلکہ کام کے بھی مسلمان بن جائیں۔ ❁❁❁

eLearning
by Minhaj-ul-Quran International

Online Courses

- Reading Quran
- Qirat ul Quran
- Irfan ul Quran
- Translation Quran
- Aqaaid Course
- Fiqh Course
- Hadith Course
- Seerat ul Rasool
- Urdu Language
- Arabic Language
- Naat Course
- Hifz ul Quran

3 Days Trial

Qualified Staff
One to One Class
Nominal Fee

For Details:
www.eQuranClass.com
email: elearning@minhaj.org
Ph #: +92-42-35162211/WhatsApp, Viber, imo & Cell: +92-321-6428511

اظہارِ تعزیت

گذشتہ ماہ محترم ارشد محمود جلوال (جنڈ، اٹک) کے والد محترم نور محمد، تحصیل لالیاں PAT کے نائب صدر کے نانا اور نانی جان، محترم محمد قاسم (لالیاں) کے بھائی، محترم حاجی جاوید (PAT ہری پور) کی کزن، محترم کریم بخش (چوک قریشی مظفر گڑھ) کی والدہ اور محترم عبدالقدیر کی دادی، محترم خادم حسین اشراقی (ضلعی صدر PAT نچلو گانچھے) کے والد، محترم اقبال شاہ (گڑھا موڑ وہاڑی) کی والدہ اور محترم عابد جٹ کی ساس، محترم حسن محمد نسیم (اسلام آباد) کی بہن، بہنوئی، جواں سالہ بھانجا اور جواں سالہ بھتیجی، محترم ذوالفقار علی (اسلام آباد) کی والدہ، محترم وقار احمد (اسلام آباد) کے ماموں، محترم محبوب قادری (اٹک) کی تائی، محترم فاروق عاصم (گوجرہ) کی ساس، سسر اور ماموں، محترم میاں ساجد (گوجرہ) کے کزن، محترم شکیل احمد (گوجرہ) کی ساس، محترم حاجی لطیف (امیر تحریک ٹوبہ) کے چچا، محترم شفیق خان (رجانہ) کی ساس، محترم محمد لطیف (ککرالی، کوٹلہ اربعلی خان) کے سسر، محترم راشد بلال (ناظم ویلفیئر UC صبور، کوٹلہ اربعلی خان) کے والد، محترم تنویر احمد زلفی (صبور، کوٹلہ اربعلی خان)، محترم سید محبوب حسین شاہ (جاگل گجرات)، محترم سعید احمد بٹ (بھدر) کی بھتیجی، محترم محمد افضل بھٹی (صدر PP-159-B TMQ لاہور) کی والدہ، محترم محمد اسلام (صدر PP-161 TMQ لاہور انچارج سی سی ٹی وی مرکز) کے والد، محترم رانا دلشاد احمد (صدر پی پی 151 بی لاہور) کی والدہ، محترم محمد لطیف (نائب صدر پی پی 161) کی والدہ، محترم راجہ محمود عزیز (ناظم تعلقات عامہ TMQ لاہور) کے کزن فرزند علی راجہ، محترم محمد رمضان ایوبی (ناظم حلقات درود وفکر لاہور) کی خالہ، محترم محمد ارشد (ناظم ویلفیئر PP-159-C) کی والدہ، محترم محمد عباس (سمن آباد ٹاؤن)، محترم حافظ معین الدین کے ماموں اور محترم حافظ عبدالجلیل (کوہاٹ) کے چچا محترم محمد اسماعیل (جنڈ، اٹک)، محترم ملک محمد سلطان (حافظ آباد) کی اہلیہ، محترم محمد ایوب رحمانی کی والدہ، محترم عامر سلطان کے والد، محترم علامہ احسان احمد نوری (حافظ آباد) کے بھائی محترم سعید احمد، محترم زمان طاہر (پی پی 171) کی ممانی، محترم طارق محمود ڈوگر (پی پی 171) کے سسر، محترم محمد اشفاق ورک (نوشہرہ ورکاں) کی خالہ جان، محترم زاہد بخاری کے والد، محترم شہباز احمد (نوشہرہ ورکاں)، محترم خواجہ محمد نوید (کامونکی) کے چچا، محترم سہیل احمد (کامونکی) کے چچا جان، محترم قیصر محمود (کامونکی) کی بیٹی، محترم خادم انصاری (پی پی 92) کے سسر، محترم زاہد زکی (پی پی 95) کی والدہ، محترم عبدالرؤف (پی پی 95) کے والد، محترم اکبر علی (پی پی 95) کی والدہ، محترم منظور حسین سندھی (دیپالپور) کی والدہ، محترم شیخ مدثر (حویلی لکھا) کی والدہ، محترم محمد شہباز جٹ (سمندری) کے کزن، محترم جاوید اقبال (پی پی 57) کے کزن، محترم علامہ جاسم ریاض (سمندری) کی پھوپھی جان، محترم حافظ جنید (پی پی 106) کے چچا جان، محترم ڈاکٹر محمد اسحٰق (پی پی 193) کے بھائی، محترم چاند بٹ (پی پی 98) کے والد، محترم صابر علی گجر (پی پی 105) کا بھانجا، محترم شاہد جاوید (پی پی 106) کی تائی جان، محترم طالب حسین بھٹی (موچی والا۔ جھنگ) کا بھانجا، محترم رشید احمد رضا (عارف والا) کے خالو جان، محترم رائے ریاض احمد کھرل (حجرہ شاہ مقیم)، محترم خواجہ جاوید احمد (کوٹ چھٹہ) کے چچا محترم سراج احمد، محترم ڈاکٹر وقار حسین (ناظم دعوت وتربیت اسلام آباد) کی والدہ، محترم سید محمود حسین شاہ (ناظم تحریک UC بھارہ کہو اسلام آباد) کی سالی، محترم محمد نصیر الدین (ناظم Unit ڈھوک موہری بھارہ کہو) کے والد اور محترم محمد ریاض جدون منہاجین (کراچی) کے بھائی قضائے الٰہی سے انتقال فرمائے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

تحریکی سرگرمیاں

منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا

☆ منہاج القرآن انٹرفیتھ اینڈ ویلفیئر فاونڈیشن انڈیا کولکتہ مغربی بنگال کے زیرانتظام کمارانھی میں فری ہیلتھ میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ پی کے پی شرما ہندی سکول چنگری تلب میں لگائے گئےکیمپ میں مریضوں کا فری چیک اپ کرنے کے بعد انہیں ادوایات بھی مفت دی گئیں۔کیمپ میں 8 ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم نے 800 سے زائد مریضوں کا دن بھر چیک اپ کرنے کے بعد انہیں ادوایات بھی دیں۔ ڈاکٹروں کی ٹیم میں آرتھوپیڈک سپیشلسٹ ڈاکٹر شہریار سلیم، آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر محمد سلیم، ڈاکٹر مشتاق احمد، گائنالوجسٹ ڈاکٹر فرید شیخ، جنرل فزیشن ڈاکٹر ریحان حمزہ خان، ڈاکٹر عالم اور ڈاکٹر ظفر عمران شامل تھے۔کیمپ میں ڈاکٹروں کیساتھ پیرامیڈیکل اسٹاف بھی موجود تھا۔ جنھوں نے آنے والے مریضوں کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ ڈاکٹروں نےکیمپ میں آنے والے ہر عمر کے مریضوں کا چیک اپ کیا اور انہیں متعلقہ بیماری کی مفت میڈیسن دینے کے بعد انہیں بیماری کے حوالے سے مزید فری کونسلنگ بھی کی۔ اس موقع پرکیمپ میں آنے والے مریضوں نے منہاج القرآن انڈیا کی اس فلاحی سرگرمی کو سراہا۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے زیرانتظام منہاج پبلی کیشنز انڈیا نے دہلی میں منعقدہ سالانہ ورلڈ بک فیئر 2017ء میں شرکت کی اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سینکڑوں کتب کو پیش کیا۔ بھارتی شہر نیو دہلی کے پراگتی میدان میں کتب کی نمائش کا عالمی میلہ ایک ہفتہ تک جاری رہا۔ یہ بین الاقوامی ایونٹ گزشتہ 44 سال سے بھارت میں منعقد ہو رہا ہے اور اسے ایشیا کے سب سے بڑے بک فیئر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے صدرمحترم سید نادعلی کی سربراہی میں منہاج پبلی کیشنز نے عالمی کتب میں شرکت کی اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی انگلش، اردو اور عربی کتب اور ہزاروں خطابات کی ڈی وی ڈیز کو نمائش کے لیے پیش کیا۔ ایک ہفتہ جاری رہنے والے ایونٹ میں وزٹرز کی بڑی تعداد نے شیخ الاسلام کی کتب کے اسٹال کا وزٹ کیا اور یہاں سے خریداری بھی کی۔ دریں اثناء مختلف مذاہب کے راہنماؤں نے بھی منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے بک اسٹال کا دورہ کیا اور شیخ الاسلام کی کتب کو دیکھا۔ اس موقع پر انہوں نے شیخ الاسلام کی تصنیفی خدمات کو سراہا اور منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کی اس کاوش کو بہت پسند کیا۔

یونان: منہاج پیس اینڈ انٹی گریشن کونسل کا ایتھنز میں سیمینار

منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان کے فورم منہاج پیس اینڈ انٹی گریشن کونسل کے زیراہتمام منہاج القرآن اسلامک سنٹر ریندی، ایتھنز میں سیمینار کا اہتمام کیا گیا۔ سیمینار میں وزارت مذہبی امور کی نمائندہ Kiramida Vasiliki، وزارت پبلک آرڈر کی ممبر Kostadina Kosta Giota Geroyaniاور Mr Takis، یونان کے معروف فٹ بال پلیئر Ikonomopoulos، منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان کے ناظم غلام مرتضیٰ قادری، پاک ہیلنک کلچرل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی یونان کے صدر سید محمد جمیل اور تیمور طارق سمیت مختلف مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی۔

سیمینار کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا جس کی سعادت علامہ حافظ محمد نواز ہزاروی نے حاصل کی۔ منہاج نعت کونسل یونان کے صدر سجاد حسین قادری نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کیے، جبکہ شامیر امجد نے یونانی اور غلام سرور قادری نے اردو زبان میں نقابت کے فرائض انجام دیئے۔منہاج پیس اینڈ انٹی گریشن یونان کے صدر مرزا امجد جان نے سیمینار کے شرکاء کا شکریہ ادا

کیا اور راجہ ضیاء الحق کے ہمراہ وزارت مذہبی امور یونان کے نمائندہ کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ترجمۃ القرآن عرفان القرآن کا انگلش ترجمہ بطور تحفہ پیش کیا۔ سیمینار میں مقررین نے انٹرفیتھ ریلیشنز کے حوالے سے منہاج القرآن کے عالمی کردار کو خراج تحسین پیش کیا۔

جرمنی: یو این او کے طلبہ کا منہاج القرآن اسلامک سنٹر برلن کا دورہ

برلن میں یو این او کے ادارہ International Youth Voluteer Service (آئی جے ایف ڈی) کے تحت انسانی خدمت کے لیے تربیت حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات نے منہاج القرآن اسلامک سنٹر برلن جرمنی کا وزٹ کیا۔ جس کا انتظام یو این او کے ورکر سید محمد آصف نے کیا تھا۔ برلن اسلامک سنٹر میں طلبہ و طالبات کے ساتھ دو گھنٹے کی نشست ہوئی، جس میں منہاج القران برلن کے سیکرٹری جنرل محمد ارشاد نے انہیں منہاج القران برلن کا تعارف جرمن زبان میں پیش کیا۔ اس موقع پر طلبہ کو بتایا گیا کہ منہاج القرآن انٹرنیشنل برلن جرمن سوسائٹی میں امن ومحبت، بھائی چارے سوشل ویلیفئر اور خدمت انسانی کے پیغام کو عام کرنے میں مصروف عمل ہے۔

اس موقع پر حافظ طارق علی منہاجین نے مذہب کی اہمیت وضرورت کے موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔ انہوں نے دین اسلام کی جامعیت کو بیان کرتے ہوئے اس میں خدمت انسانیت کے پہلو پر تفصیلی روشنی ڈالی کہ اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق راہنمائی فراہم کرتا ہے اور اس کی تعلیمات عالم انسانیت کے لیے امن وسلامتی اور فلاح کی ضمانت ہیں۔ سیشن کے آخر میں طلبہ کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کی 73 نصابی کتب کی عظیم الشان تقریب رونمائی

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام 07 مارچ 2017ء کو منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کی 73 نصابی کتب کی عظیم الشان تقریب رونمائی کا پروقار پروگرام منعقد ہوا۔ اس تقریب کی صدارت منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین نے کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس عظیم کامیابی پر خصوصی پیغام دیتے ہوئے فرمایا:

''عصری تقاضوں سے ہم آہنگ تعلیمی نصاب کی تیاری پر تحریک منہاج القرآن کے رہنماؤں اور ایم ای ایس کے ذمہ داروں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ نیا تعلیمی نصاب طالبعلموں کیلئے جدید علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ انہیں اسلام اور پاکستانیت سے محبت کرنے والا ایک اچھا شہری بنائے گا۔ موجودہ ملکی نظام تعلیم اور قومی تعلیمی نصاب نے قوم کو تقسیم اور فکری انتشار میں مبتلا کیا۔ لہذا انتہا پسندانہ سوچ کو بدلنے اور ایک قوم بننے کیلئے نصاب تعلیم کو عصری ضروریات کے مطابق ڈھالنا ہوگا''۔

تقریب سے محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''کمرشل سوچ کے ساتھ تعلیم کی فراہمی کے عظیم اسلامی، قومی، انسانی اور فلاحی مقصد کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ عصر حاضر کے سائنسی، سماجی، معاشی رجحانات کے مطابق بچوں کو تعلیمی نصاب نہ پڑھا کر جہالت کے اندھیروں کو مزید گہرا کیا جا رہا ہے۔ منہاج القرآن علم، اسلامی بھائی چارہ کے فروغ اور تحقیق وامن کی ایک عالمگیر تحریک ہے۔ منہاج القرآن کے اندرون بیرون ملک قائم سینکڑوں تعلیمی ادارے شرح خواندگی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ تشنگان علم کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ ایم ای ایس کے زیر اہتمام قائم 650 سے زائد سکولوں میں 10 ہزار سے زائد اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ، ڈیڑھ لاکھ سے زائد طلبہ و طالبات کو سستی اور معیاری تعلیم فراہم کر رہے ہیں۔ منہاج القرآن کے تعلیمی نظام کے اندر اسلام، عشق مصطفی ﷺ

اور پاکستانیت کے فروغ کو ایک خاص مقام حاصل ہے‘‘۔

تقریب میں منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے ایم ڈی محترم راشد حمید کلیامی نے نصاب کے خدوخال اور مقصدیت پر تفصیل سے بریفنگ دی۔

محترم خرم نواز گنڈاپور (ناظم اعلیٰ) نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلم تہذیب اور تاریخ سے ناطہ توڑ کر غیر مسلم تہذیب اور کارناموں کو منصوبہ بندی کے تحت قومی نصاب میں شامل کیا گیا جس سے پاکستانیت اور قابل فخر مسلم تاریخ کو نقصان پہنچایا گیا۔ 73 نصابی کتب میں اصلاحات اور نیا نصاب ایم ای ایس کا شاندار کارنامہ ہے۔ جو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا بامقصد تعلیم کے فروغ کے لئے عظیم وژن کا ایک اظہار ہے۔

منہاج یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر محترم ڈاکٹر اسلم غوری، محترم بریگیڈئر (ر) محمد اقبال، محترم کرنل (ر) محمد احمد، محترم شاہد لطیف، محترم احمد نواز انجم، محترم جی ایم ملک، محترم رفیق نجم، محترم پروفیسر محمد اقبال، محترمہ ڈاکٹر امبر آصف، محترم تنویر خان، محترم سردار شاکر مزاری، محترم مظہر علوی، محترم عرفان یوسف، محترم علی وقار، محترم سیف اللہ بھٹی اور دیگر نے بھی تقریب میں خصوصی شرکت کی۔

ٹیچرز ٹریننگ کیمپس کا انعقاد

☆ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی (ٹریننگ ونگ) کے زیر اہتمام گزشتہ 10 ماہ کے دوران منہاج ماڈل سکولز، منہاج گرائمر سکولز، منہاج پبلک سکولز اور لارل ہوم سکولز میں 1000 ٹیچرز، 200 پرنسپلز اور 30 اکاؤنٹنٹس کی ٹریننگ ہو چکی ہے اور یہ ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپس کا سلسلہ پورا سال جاری رہتا ہے۔

30 جنوری 2017ء منہاج گرلز سیکنڈری سکول چک بھون (چکوال) میں منہاج ایجوکیشن سوسائٹی (ٹریننگ ونگ) کے زیر اہتمام ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں چک بھون، تلہ گنگ، کوٹ چوہدریاں، درابی اور پچند کے منہاج ماڈل سکولز کے پرنسپلز اور ٹیچرز نے شرکت کی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر ٹریننگ محترم وحید اختر نے Effective Classroom Management کے موضوع کو بیان کیا۔ جس میں بچوں کے رویے، ڈسپلن, کلاس کو مینج کرنا اور ٹیچرز کو Effective بننے کو مثالوں کے ذریعے بیان کیا گیا۔ اس ٹریننگ کیمپ Communication Skills، Communication، Body Language اور Confidence کو بہتر کرنے کے حوالے سے بھی تفصیلی لیکچر دیئے گئے۔ ورکشاپ کے اختتام پر شرکاء میں سرٹیفیکٹس دیئے گئے۔

☆ منہاج ماڈل سکول Tail 49 سرگودھا میں ٹریننگ ونگ کی جانب سے ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں منہاج کے 7 سکولز نے شرکت کی۔ منہاج سکولز کے پرنسپلز اور ٹیچرز کے تقریباً 40 سے زائد شرکاء نے اس ورکشاپ میں حصہ لیا۔ ان کیمپ میں 49Tail، چک نمبر ۵، دریما، ساہیوال، نوشہرہ، لالیانی اور N.B 98 کے منہاج ماڈل سکولز شامل ہیں۔ اس ورکشاپ میں Behaviour Management, Discipline Communications skills کے عنوان کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا۔ ورکشاپ کے آخر میں شرکاء میں سرٹیفیکٹس تقسیم کئے گئے۔

❁❁❁❁❁

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی، روحانی، تعلیمی، معاشی، اقتصادی، سائنسی، فقہی، قانونی، انقلابی، فکری اور عصری

موضوعات پر **550** سے زائد کتب

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ
ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اشکالات کے مدلل جواب دیتا ہے
اور اصلاحِ اَحوال و اِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN APRIL-2016
LAHORE
Regd CPL No.41

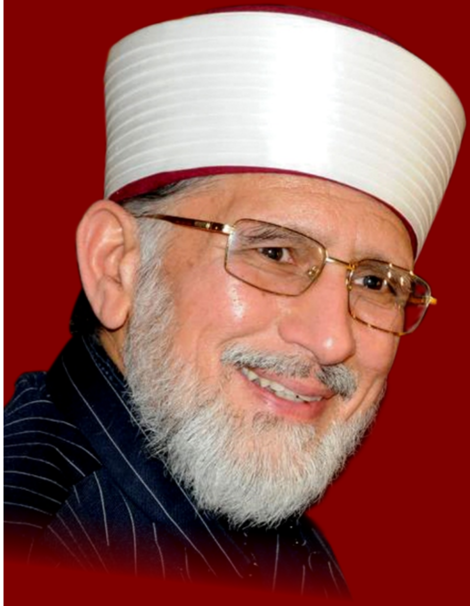

قائد نمبر

خصوصی اشاعت بسلسلہ قائد ڈے تقریبات

مجلہ منہاج القرآن شیخ الاسلام قائد انقلاب
ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی 66 ویں سالگرہ کی
مناسبت سے مئی 2017ء میں قائد نمبر کے
عنوان سے اشاعت خاص کا اعزاز حاصل کر
رہا ہے۔ قائد ڈے تقریبات کی رپورٹس بمعہ
تصاویر اس خصوصی شمارہ کی زینت بنیں گی

اشتہارات و متعلقہ اشاعتی
مواد کی فراہمی کی آخری
تاریخ 8 اپریل 2017ء ہے

اس خصوصی شمارہ میں تنظیمات کی کارکردگی و عہدیداران و
کارکنان کے مبارکبادی پیغامات بھی
شامل اشاعت ہوں گے، بکنگ جاری ہے۔

برائے کرم مطلوبہ اشاعتی مواد، پیغامات و اشتہارات ماہنامہ منہاج القرآن
365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتہ پر ارسال کریں۔ 042.111.140.140.Ext.128